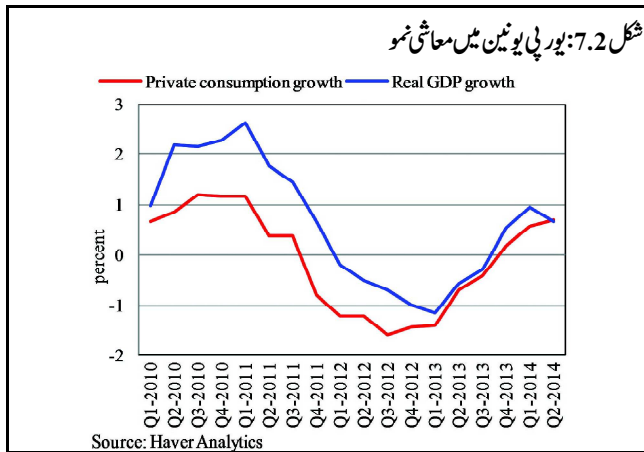
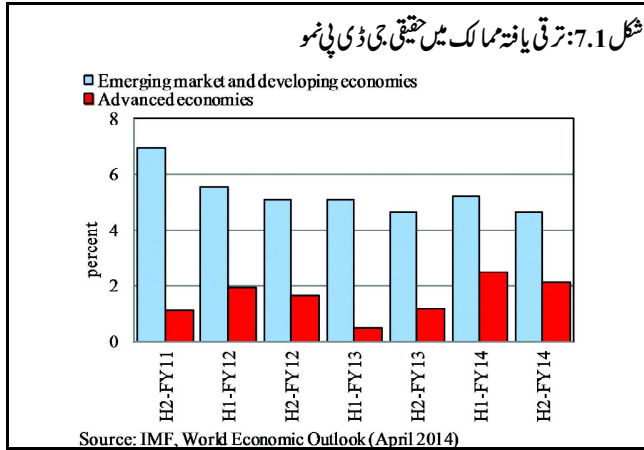


7.1 عالمی معاشی جائزہ



ترقی یافتہ معیشتوں کو تھریک دینے کے کئی ارب ڈالر کے پروگراموں کی بنا پر مالی سال 14ء کا آغاز عالمی معیشت میں تیزی سے ہوا۔¹ اس کی عکاسی جولائی تا دسمبر 2013ء کے دوران عالمی جی ڈی پی کی 3.7 فیصد کی توقع سے زیادہ نمو سے ہوئی جبکہ گذشتہ چھ ماہ میں صرف 2.7 فیصد نمو دیکھی گئی تھی۔² جمع شدہ طلب اور مالی استحکام کی سستی میں کمی کی بنا پر معاشی نمو زیادہ تر امریکہ، فرانس، جرمنی اور برطانیہ کی وجہ سے ہوئی۔ 2014ء کی پہلی سہ ماہی میں جاپان نے اچھی کارکردگی دکھائی لیکن بحالی کو مستحکم کرنے میں ناکام رہا کیونکہ: (i) 2014ء کی پہلی سہ ماہی میں شدید سردی اور مال نامے کی تصحیح (inventory corrections) کے باعث امریکہ کی جی ڈی پی میں کمی آئی۔³ (ii) 2014ء کی پہلی اور دوسری سہ ماہیوں کے دوران یورو خطے میں توقع سے کم جی ڈی پی نمو ہوئی جس کا سبب یوکرین کا تنازع ہو سکتا ہے،⁴ اور (iii) خوردہ سیکٹرز میں اضافے کی وجہ سے دوسری سہ ماہی میں خود جاپان میں سکڑاؤ کا عمل ہوا۔ نتیجتاً آئی ایم ایف نے 2014ء کے لیے اپنی عالمی جی ڈی پی کی نمو کی پیش گوئی 3.7 فیصد (ڈبلیو ای او اپریل) سے کم کر کے 3.43 (ڈبلیو ای او اکتوبر) کر دی۔

ترقی پذیر اور ابھرتی ہوئی معیشتوں کے حالات اور بھی ناسازگار تھے۔ جون 2013ء سے چین قبل فیڈرل ریزرو نے اپنے تحریک (stimulus) کے پیکیج کو روکنے کا اشارہ دیا جس سے ان ممالک میں سنسنی پھیل گئی، بڑے پیمانے پر سرمائے کی باہر منتقلی اور کرنسی کی قدر میں تیزی سے کمی نے غیر یقینی کیفیت پیدا

کر دی۔ اس دوران نمو کے امکانات خوش آئند نہ تھے: ایک طرف چین نے نمو کا زیادہ متوازن اور پائیدار راستہ اختیار کیا تو وہ ڈگمگا گیا اور دوسری طرف لاطینی امریکہ میں سخت مالی حالات اور کمزور کاروباری احساسات نے سرمایہ کاری اور صرف کو روک رکھا۔ بھارت کی معاشی نکالیف بھی م 14ء میں جاری رہیں کیونکہ گرانی بلند رہی اور کارپوریٹ سرمایہ کاری تقریباً رک گئی۔ روس میں جغرافیائی و سیاسی کشیدگی نمو پر اثر انداز ہوئی جبکہ جنوبی افریقہ بجلی کے مسائل اور محنت کشوں کے تنازعہ کی بنا پر سست رہا۔

مجموعی طور پر عالمی معیشت میں بہتری کی علامات نظر آئی ہیں لیکن ٹھوس بحالی بدستور دور ہے۔ پالیسی سازوں کی پریشانی صاف دکھائی دیتی ہے: یورپی مرکزی بینک نے یہ غیر معمولی

1 اپریل 2013ء میں بینک آف جاپان کے نئے گورنر نے ایک زری تحریک پروگرام کا اعلان کیا اور معاشی نمو کو تھریک دینے اور اپنی معیشتوں کو پورے امکانات پر لانے کی فیڈرل ریزرو، یورپی مرکزی بینک اور بینک آف انگلینڈ کی کوششوں میں شامل ہو گیا۔

2 ماخذ: آئی ایم ایف ورلڈ ایکٹا ک ڈاٹ ک، اپریل 2014ء۔

3 2014ء کی پہلی سہ ماہی میں امریکہ کی جی ڈی پی 0.5 فیصد کم ہو گئی جبکہ پچھلی دو سہ ماہیوں میں 1.1 فیصد اور 0.9 فیصد کی نمو ہوئی تھی۔

4 یورو خطے کی جی ڈی پی میں 2014ء کی دوسری سہ ماہی میں تیزی سے کمی آئی: گذشتہ دو سہ ماہیوں میں 0.29 فیصد اور 0.21 فیصد نمو کے مقابلے میں صرف 0.05 فیصد نمو ہوئی۔ دوران سہ ماہی جرمنی میں جی ڈی پی کی 0.16 فیصد کی درج کی گئی جبکہ پچھلی سہ ماہی میں 0.67 فیصد نمو ہوئی تھی جس کا بنیادی سبب یوکرین کے بحران اور روس پر پابندیوں کے باعث کمزور خرچ تھا۔

قدم اٹھایا کہ جون 2013ء میں پہلی بار ڈیپازٹ فیسلٹی ریٹ صفر سے کم کر دی۔ مزید یہ کہ صدر درآگی، جنہوں نے یورپی یونین کو مشکلات سے نکلنے کے لیے ہر ممکن قدم اٹھانے کا وعدہ کیا تھا، اس طرح کے جرأت مندانہ اقدامات کرنے سے قاصر رہے جس سے امریکہ میں بہتر نتائج برآمد ہوئے تھے۔ یہ امر قابل فہم ہے کہ قرض خواہ ممالک مثلاً جرمنی اور کسی حد تک فرانس اور اٹلی کی جانب سے مزاحمت سامنے آئی ہے کیونکہ یہ ممالک نمو میں سستی کے ساتھ قرضے کی بلند سطح کے حوالے سے زیادہ فکرمند ہیں۔ نسبتاً حال میں یورپی مرکزی بینک نے جرمن مزاحمت کو نظر انداز کرتے ہوئے شرح سود میں مزید کمی کا اعلان کیا اور اثاثوں کی خریداری کا ایک پروگرام جو 'کیو ای لائٹ' کہلاتا ہے شروع کیا جو ابتدا میں بازار سے اثاثہ جاتی تمسکات خریدنے پر توجہ مرکوز کرے گا۔⁵

اس کے مقابلے میں جاپان نے تحریک کو مزید آگے بڑھانے سے اجتناب برتا ہے حالانکہ اسے سیلز ٹیکس میں نظام الاوقات کے مطابق اضافے کے بعد اپریل جون 2014ء میں جی ڈی پی میں شدید کمی کا سامنا تھا، اگلا اضافہ آئندہ سال اکتوبر میں ہونا ہے۔ تخمینہ لگا یا گیا ہے کہ جاپان کو اپنی جی ڈی پی نمو پر سیلز ٹیکس کے اثر کی تلافی کے لیے تقریباً 47 ارب ڈالر کے تحریک کی ضرورت ہے۔⁶ جہاں تک امریکہ کا تعلق ہے، فیڈرل ریزرو اپنی اثاثوں کی خریداری کے پروگرام کی رفتار میں محتاط کمی کر رہا ہے۔ امریکی معیشت معقول کارکردگی کا مظاہرہ کرتی دکھائی دیتی ہے۔ صارفی اخراجات مستحکم ہیں، لوگوں کو روزگار مل رہا ہے، بیروزگاری کی شرح کم ہے اور ایشیا سازی میں استحکام آرہا ہے۔ پھر بھی تقطیل (tapering) کی واضح تاریخ دینے میں پس و پیش سے ظاہر ہوتا ہے کہ معاشی بہتری کے امکانات ابھی تک کمزور ہیں۔

چین بھی اپریل 2014ء میں اپنے چھوٹے تحریک کے آغاز کے حوالے سے از سر نو توازن پر پسپائی اختیار کرتا دکھائی دیتا ہے۔ اس تحریک میں ریلوے اور مہنگائی منسوبوں میں بھاری سرمایہ کاریاں شامل ہیں۔ مقامی حکومتوں پر اپنے اخراجات کے وعدوں کی تکمیل میں تیزی لانے پر زور دیا گیا ہے اور چھوٹے کاروبار کے لیے ٹیکس رعایات کا اعلان کیا گیا۔ علاوہ ازیں پیپلز بینک آف چائنا نے ان بینکوں کی زربندی میں کمی کر دی ہے جو چھوٹے کاروبار اور زراعت کو قرضے دینے میں فعال ہیں۔ بعض تجزیہ کاروں کا خیال ہے کہ صرف مکانات اور ریلوے پر اخراجات سے چین کی جی ڈی پی نمو میں 0.8 فیصدی درجے کا اضافہ ہو سکتا ہے۔⁷

اسی طرح بھارت میں کاروباری احساسات میں بہتری آئی ہے کیونکہ نئی حکومت سے توقع ہے کہ وہ ضروری اصلاحات کرے گی، سرمایہ کاری بڑھائے گی، نمو میں اضافہ کرے گی اور مالیاتی خسارہ گھٹائے گی۔ معلوم ہوتا ہے کہ بھارتی معیشت اپنی پست ترین سطح کو چھو چکی ہے کیونکہ مالی سال اپریل جون 2014ء میں 5.7 فیصد کی جی ڈی پی نمو سے شروع ہوا ہے جو 10 سہ ماہیوں کی بلند ترین سطح ہے۔ مقامی بازارز میں بھی تیزی ہے۔ تاہم سرمایہ کار اس سے زیادہ دور رس اقدامات کی توقع کر رہے ہیں جو حکومت نے ابھی تک کیے ہیں۔

دیگر ابھرتی ہوئی اور ترقی پذیر معیشتیں سخت مالی حالات اور نمو کے کمزور وسط مدتی امکانات سے سنہلنے کی کوشش کر رہی ہیں۔ تاہم ان کی پالیسی تحریک کے ذریعے نمٹنے کی استعداد بیرونی ضرر پذیر یوں، گرانی کے باوجود اور مالیاتی گنجائش کی وجہ سے محدود ہے۔ لہذا ملاملا کر آئی ایم ایف کی عالمی جی ڈی پی نمو کی پیش گوئی 2015ء کے لیے 3.8 فیصد ہے جو 2014ء سے بہتر ہے لیکن اس میں خطرات کی تعداد بڑھ گئی ہے۔

7.2 پاکستان کا بیرونی کھاتہ

پاکستان کا توازن ادائیگی پریشان کن آغاز کے بعد م 14ء کے آخر تک خاصا بہتر ہو گیا۔ م 12ء اور م 13ء میں 8.8 ارب ڈالر کی مجموعی کمی کے مقابلے میں اسٹیٹ بینک کے زرمبادلہ کے سیال ذخائر 3.1 ارب ڈالر بڑھ گئے۔ یہ بہتری دوبارہ آئی ایم ایف کے ساتھ معاہدے کا نتیجہ تھی جس کے تحت م 16ء تک ہر سال 2.2 ارب ڈالر دینے کا وعدہ کیا گیا۔⁸ یہ تیل آؤٹ اور اس سے دیگر بیرونی قرض دہندگان (خصوصاً عالمی بینک اور ایشیائی ترقیاتی بینک) کو ملنے والی تفریق (بینک) کو ملنے والی تفریق نے ملک کو دوران سال قرضوں کی اقساط پورا کرنے کے قابل بنا دیا۔ م 14ء کے دوران 7.0 ارب ڈالر کے بیرونی قرضے کی واپسی سال کے آغاز پر دستیاب اسٹیٹ بینک کے ذخائر (6.0 ارب ڈالر) سے زیادہ تھی۔

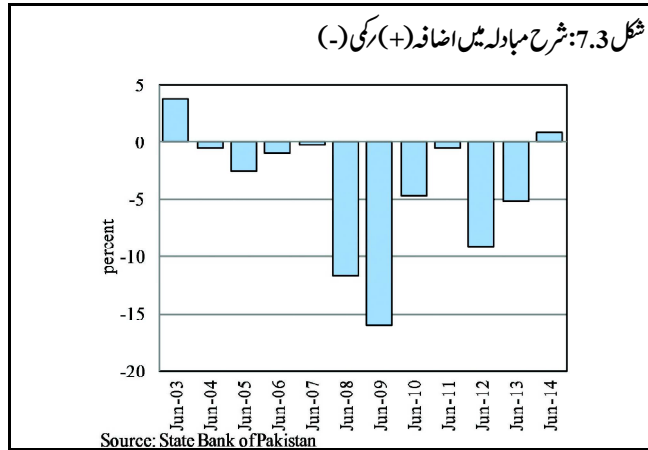
5 ستمبر 2014ء میں یورپی مرکزی بینک نے نو ماہی کی شرح کم کر کے 0.05 فیصد کر دی اور ڈیپازٹ فیسلٹی ریٹ 0.2 فیصد کر دیا۔

6 <http://www.bloomberg.com/news/2014-09-11/japan-seen-needing-47-billion-stimulus-for-next-tax-bump.html>

7 <http://www.bloomberg.com/news/2014-05-29/china-stretches-mini-label-for-stimulus-as-steps-grow.html>

8 ستمبر 2013ء میں پاکستان آئی ایم ایف کے توسیعی فنڈ سہولت پروگرام میں شامل ہوا۔

جدول 7.1: ذخائر کی کفایت کے اظہار			
م 14ء	م 13ء	م 12ء	
درآمد پر مبنی کفایت			
4.1	3.3	4.5	کل ذخائر ایشیا کی درآمد
2.6	1.8	3.2	اسٹیٹ بینک ذخائر ایشیا کی درآمد
2.2	1.5	2.7	اسٹیٹ بینک ذخائر ایشیا و خدمات کی درآمد
			پہلے سے متعین قلیل مدتی بہاؤ
			اسٹیٹ بینک ذخائر بلحاظ
1.5	0.9	4.3	زرمبادلہ کے بحال میعاد کرنے والے قرضے اور امانتیں (1 سال)
6.0	2.7	5.3	مجموعی شارٹ پوزیشن فارورڈ میں (1 سال)
2.7	-2.4		خالص بین الاقوامی ذخائر (ارب ڈالر)
قلیل مدتی قرض			
5.3	8.7	9.5	کل ذخائر قلیل مدتی قرض
3.4	4.7	6.7	اسٹیٹ بینک ذخائر قلیل مدتی قرض
2.5	2.9	2.4	کل ذخائر قلیل مدتی قرض اور جاری کھاتے کا خسارہ
1.6	1.6	1.7	اسٹیٹ بینک ذخائر قلیل مدتی قرض اور جاری کھاتے کا خسارہ
ماخذ: بینک دولت پاکستان			



م 14ء کے دوران پاکستانی روپے کی قدر میں 0.9 فیصد اضافہ ہوا: جولائی تا نومبر میں 8.2 فیصد کمی ہوئی تھی جس کے بعد دسمبر تا جون 2014ء میں 9.8 فیصد اضافہ ہوا۔ یہ م 03ء کے بعد پہلا سال تھا کہ پاکستانی روپے کی قیمت بڑھی (شکل 7.3)۔¹¹ مؤثر شرح مبادلہ میں، جو دیگر کرنسیوں کی باسکٹ کے مقابلے میں پاکستانی روپے کی تقابلی مضبوطی کی عکاسی کرتی ہے، دوران سال 0.3 فیصد کمی معمولی کمی ہوئی۔ تاہم یہ کمی تقابلی قیمتوں (یعنی تجارتی باسکٹ میں دیگر ملکوں کی نسبت پاکستان کا صارف اشاریہ قیمت) میں تیزی سے اضافے کا اثر زائل نہ کر سکی جس کے نتیجے میں حقیقی مؤثر شرح مبادلہ میں 5.5 فیصد اضافہ ہوا۔

جہاں تک جاری حسابات کا تعلق ہے، م 14ء میں خسارہ سال کے ہدف کے عین مطابق تھا۔¹² گذشتہ سال کے مقابلے میں خسارہ امریکی ڈالر کے لحاظ سے زیادہ تھا لیکن اس کا تمام تر سبب اتحادی سپورٹ فنڈ کے تحت آمد رقوم میں کمی تھی: اتحادی سپورٹ فنڈ کو نکال کر جاری حسابات میں پچھلے سال کی نسبت بہتری دکھائی دی (جدول 7.2)۔ یہ بہتری بلند ترین ترسیلات زر کی وجہ سے آئی جو دوران سال 15.8 ارب ڈالر تک پہنچ کر خاصے فرق سے ہدف (15.1 ارب ڈالر) سے تجاوز کر گئے۔ پچھلے سال برآمدات میں معمولی اضافہ ہوا

جولائی سے نومبر کی مدت خاص طور پر کٹھن تھی کیونکہ جاری حسابات کے بڑے ماہانہ خساروں اور آئی ایم ایف کو بھاری ادائیگیوں سے ملک کے زرمبادلہ کے ذخائر پر کافی دباؤ پڑا۔⁹ چونکہ آئی ایم ایف کے نئے پروگرام سے ابتدا میں رقم نہیں ملنا تھی اس لیے یہ پروگرام بازر مبادلہ کو پرسکون نہ کر سکا۔ حقیقت یہ ہے کہ اس پروگرام سے مارکیٹ میں بے چینی پھیلی کیونکہ جولائی اور اگست 2013ء میں اسٹیٹ بینک نے پیشگی اقدام کے طور پر زرمبادلہ کی خریداریاں کیں۔ نومبر کے بعد بیرونی پوزیشن بہتر ہونے لگی: اجناس کی نرم قیمتوں اور بھر پور ترسیلات کی بنا پر دسمبر اور فروری میں جاری حسابات میں فاضل درج کیا گیا اور سب سے بڑھ کر یہ کہ آئی ایم ایف کو خالص واپسی کا زیادہ مسئلہ نہیں رہا۔¹⁰

جب فروری اور مارچ 2014ء میں پاکستان کو پاکستان ڈیولپمنٹ فنڈ کے تحت 1.5 ارب ڈالر موصول ہوئے، اپریل 2014ء میں یورو بانڈ جاری کیے گئے اور م س 14ء کی چوتھی سہ ماہی میں عالمی بینک سے ایک ارب ڈالر کے نئے قرضے حاصل کر لیے گئے تو اسٹیٹ بینک کے زرمبادلہ کے ذخائر پر دباؤ مزید کم ہو گیا۔ علاوہ ازیں، تھری جی رنور جی نیلامی جس کا عرصے سے انتظار تھا، اور یو بی ایل کی فروخت سے بھی ذخائر کو بڑھانے میں مدد ملی۔ ان رقوم کی آمد اور بین الیمینک منڈی سے اسپاٹ خریداریوں کے باعث اسٹیٹ بینک کے پاس م 14ء کے آخر تک زرمبادلہ کے ذخائر 9.1 ارب ڈالر ہو گئے۔ زیادہ اہم بات یہ ہے کہ اب اسٹیٹ بینک کے ذخائر کی کیفیت پہلے سے طے شدہ قلیل مدتی نکاس مثلاً میعاد پوری کرنے والے قرضوں اور فارورڈ سوپ معاہدے کے حوالے سے زیادہ مضبوط ہے (جدول 7.1)۔ خالص بین الاقوامی ذخائر، جو مئی 2013ء میں 2.4 ارب ڈالر تھے، آخر م 14ء میں بڑھ کر مثبت 2.7 ارب ڈالر ہو چکے ہیں۔

م 14ء کے دوران پاکستانی روپے کی قدر میں 0.9 فیصد اضافہ ہوا: جولائی تا

9 صرف نومبر کے مہینے میں پاکستان نے آئی ایم ایف کو 725 ملین ڈالر ادا کیے۔

10 دسمبر تا جون 2014ء میں آئی ایم ایف کو خالص ادائیگیاں کم ہو کر صرف 343 ملین ڈالر رہ گئیں جبکہ جولائی تا نومبر 2013ء میں 1.1 ارب ڈالر تھیں۔

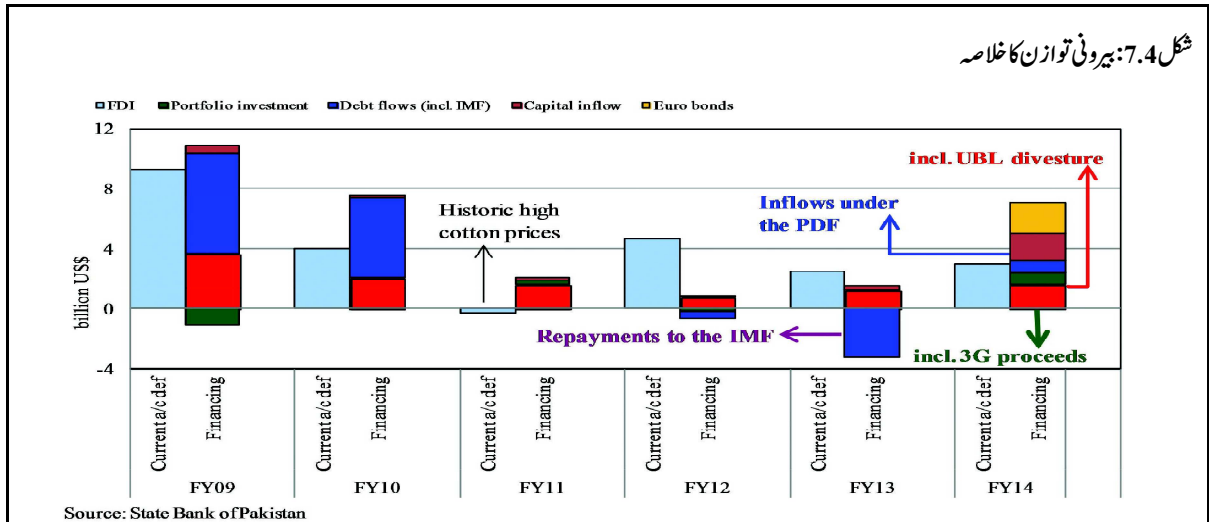
11 م 03ء میں 9/11 کے شبہ دھچکے کی وجہ سے پاکستانی روپے کی قیمت بڑھ گئی۔

12 حکومت نے م 14ء کے لیے جاری کھاتے کے خسارے کا ہدف 2.9 ارب ڈالر مقرر کیا تھا (ماخذ: سالانہ منصوبہ 2013-14ء)۔

جدول 7.2: جاری کھاتے کا توازن		
ارب ڈالر		
م 14ء	م 13ء	
-3.0	-2.5	جاری کھاتے کا توازن (الف + ب + ج + د)
-4.1	-4.3	اتحادی سپورٹ فنڈ نکال کر
-16.5	-15.4	الف - تجارتی توازن
25.2	24.8	برآمد
41.7	40.2	درآمد
-2.6	-1.6	ب - خدمات کا توازن
1.1	1.8	جس میں: اتحادی سپورٹ فنڈ
-3.9	-3.7	ج - بنیادی آمدنی پر توازن
20.1	18.1	د - ثانوی آمدنی پر توازن
15.8	13.9	جس میں: کارکنوں کی ترسیلات
ماخذ: بینک دولت پاکستان		

خصوصاً یورپی یونین کی جانب سے جی ایس پی پلس دیے جانے کی بنا پر۔ درآمدات میں بھی اضافہ ہوا کیونکہ ملک کی مشینری کی ضروریات مستحکم رہیں۔ تاہم کھاد، فرنس آئل اور پام آئل کی اکانی قیمت میں کمی سے مجموعی درآمدی بل کو قابو میں رکھنے میں مدد ملی (سیکشن 7.5)۔ جاری کھاتے کا خسارہ م 14ء میں 3.0 ارب تک پہنچ گیا جبکہ گذشتہ سال 2.5 ارب ڈالر تھا۔

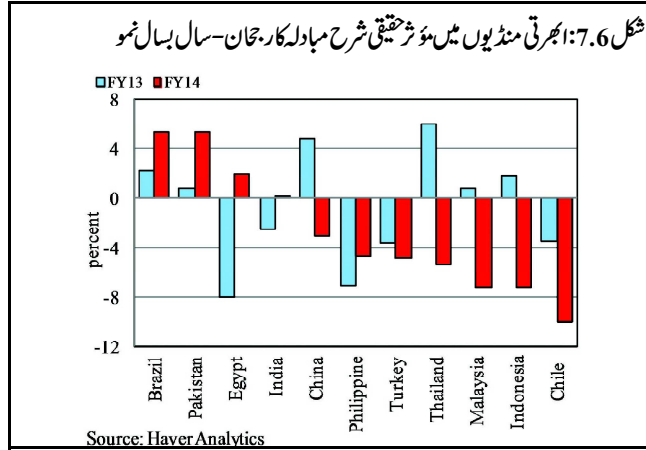
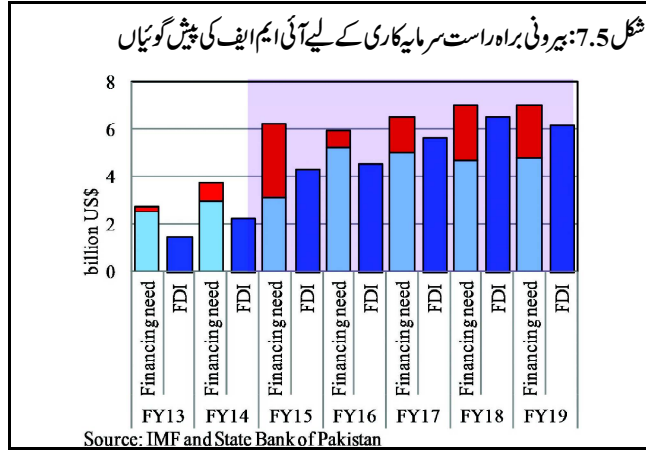
کئی پہلوؤں سے م 14ء خاص سال تھا۔ پاکستان کی بیرون ملک سے قرض لینے کی صلاحیت سے یقین ہوتا ہے کہ بیرونی کھاتے کے حوالے سے کتنا سکون رہے گا۔ اگر اس حوالے سے مسئلہ پیدا ہو تو باآسانی زر مبادلہ کے بحران جیسی صورت حال پیدا ہو سکتی ہے۔ یہ رجحان گذشتہ چھ برسوں میں کچھ اہمیت اختیار کر گیا ہے کیونکہ اس عرصے میں بیرونی سرمایہ کار گریزاں رہے (شکل 7.4)۔ حکومت کو یہ احساس کرنا چاہیے کہ قرض لینے یا بیرونی براہ راست سرمایہ کاری



لانے کی صلاحیت کا انحصار اس پر ہوتا ہے کہ ساختی اصلاحات کا کوئی معتبر پروگرام موجود ہے یا نہیں، جس سے ملک کو اپنی قرضے ادا کرنے کے لیے زر مبادلہ کی کافی مقدار لانے میں مدد ملتی ہے۔ پاکستان کو م 14ء میں یہ فائدہ حاصل تھا کیونکہ وہ سال کے آغاز پر آئی ایم ایف پروگرام میں شامل ہوا جس سے دیگر بین الاقوامی مالی اداروں کو پاکستان کو نئے قرضوں کے وعدے کرنے کا موقع ملا۔

آئندہ چند برسوں کے دوران مالی اداروں کا کردار اہم رہے گا کیونکہ م 14ء میں پاکستان کا بیرونی قرضہ بڑھ گیا ہے۔ قرض کی واپسی کی لاگت اور وقت پر مقررہ ادائیگیوں سے ملک کے بیرونی کھاتے پر اضافی بوجھ پڑے گا۔ وسط مدت میں اگر پاکستان کے توازن ادائیگی کا مناسب انتظام کرنا ہے تو جاری کھاتے کا خسارہ کم کرنا اور یا بلند بیرونی براہ راست سرمایہ کاری لانا ضروری ہوگا۔ موجودہ ای ایف ایف کے پیش نظر آئی ایم ایف نے پروگرام کی تمام مدت کے دوران برآمدات کی نمو 6 فیصد سالانہ سے زائد (اوسطاً) کا تخمینہ لگایا ہے اور یہ اندازہ بھی ہے کہ بیرونی براہ راست سرمایہ کاری جاری کھاتے کے خسارے کو باآسانی پورا کر لے گی (شکل 7.5)۔ تاہم م 10ء تا 14ء کی مدت میں برآمدات فقط ایک فیصد سالانہ کی نمو حاصل کر پائیں۔¹³

¹³ م 10ء سے 14ء کے درمیان اوسط درآمدی نمو نکالنے کے لیے م 11ء کے دوران برآمدات میں یکدم اضافے کو خارج کر دیا گیا ہے جو بین الاقوامی منڈی میں کپاس کی قیمتوں میں تاریخی بلندی کی وجہ سے ہوا تھا۔



حتمی تجزیے میں ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ پاکستان م س 14ء میں توازن ادائیگی کے مسئلے سے بچنے میں کامیاب ہو گیا ہے۔ اس وقت ہمارے پاس اپنی درآمدات اور بیرونی قرضے کی ادائیگی کے لیے کافی زرمبادلہ موجود ہے۔ پاکستان نے یہ سہولت قرضے سے حاصل کی ہے جبکہ پائیدار حل کے لیے ضروری ہے کہ زر مبادلہ کا فرق برآمدات اور ریاتریسیلات زر کی حقیقی آمدنی، درآمدات کو کم کر کے اور اسمگلنگ کی بیخ کنی سے کم کیا جائے۔ یہ سمجھنا چاہیے کہ اگلے دو برسوں کے لیے سانس بحال کرنے کا موقع مل گیا ہے۔ پیرس کلب کو رقم کی واپسی (دسمبر 2001ء میں قرضے کی ری شیڈولنگ کے بعد) م س 17ء میں شروع ہوگی جبکہ آئی ایم ایف کو واپسی م س 18ء سے شروع ہو رہی ہے۔ مزید یہ کہ تجزیہ کار م س 15ء اور م س 16ء میں اجناس کی مستحکم قیمتیں دیکھ رہے ہیں جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ درآمدات ہمارے توازن ادائیگی کی چلک کو آ زماش میں نہ ڈالنا چاہیے۔ آئندہ پاکستان کو برآمدی اساس بڑھانے اور تریسیلات زر کی نمو کو تحریک دینے کی خاطر مربوط اقدامات کرنے کے لیے یہی طریقہ استعمال کرنا چاہیے۔ گذشتہ ابواب میں مالیاتی اور توانائی کے شعبوں میں سازگار معاشی حالات پیدا کرنے اور کاوشوں کو دور کرنے کے لیے ضروری اصلاحات پر بحث کی گئی ہے۔

آئندہ طور میں پاکستان کے بیرونی شعبے کو درپیش اہم کمزوریوں کا تجزیہ پیش کیا گیا ہے خصوصاً م س 14ء کے تناظر میں، نیز ان دشواریوں سے نمٹنے کے لیے درکار حکمت عملی زیر بحث لائی گئی ہے۔

(i) پاکستان توانائی کی مسلسل قلت کی وجہ سے جی ایس پی پلس کو پورے طور پر استعمال نہیں کر سکا۔ ہمارے جائزے کے مطابق برآمد کنندگان نے پیداوار بڑھانے کے بجائے اپنے کچھ برآمدی آرڈرز دیگر علاقوں سے ہٹا کر یورپی یونین کی طرف منتقل کر دیے۔ اس دوران پاکستان امریکی ٹیکسٹائل مارکیٹ میں اپنا مقام کھور ہا ہے جس کا سبب یہ ہے کہ امریکی صارفین کی ترجیحات میں کپاس کی جگہ انسانی ساختہ ریشم سے بنی ہوئی مصنوعات لے رہی ہیں (سیکشن 7.6)۔

(ii) توانائی کی زراعت کے بتدریج خاتمے کی وجہ سے زراعت اور صنعت کے لیے بجلی اور گیس کے نرخوں نے ملکی پیداواری لاگت بڑھادی ہے۔ مزید یہ کہ گذشتہ برسوں کے دوران پست سرمایہ کاریوں کی وجہ سے پاکستان پیداواری محاذ پر زیادہ پیش رفت نہیں کر رہا۔ ایسے حالات میں برآمد کنندگان کے لیے مسابقت مشکل ہو گئی ہے۔

(iii) پاکستانی روپے کی قیمت حقیقی لحاظ سے بڑھی ہے جبکہ م س 14ء کے دوران دوسری بیشتر اہم برقی منڈیوں کی کرنسیوں کی قیمت کم ہوئی (شکل 7.6)۔ برآمد کنندگان مسابقت کی قوت میں کمی کے شاک سے بچ رہے ہیں خصوصاً م س 14ء کی چوتھی سہ ماہی کے دوران برآمدات میں کمی کے تناظر میں۔ تاہم سبب کے حوالے سے یہ تاثر درست معلوم نہیں ہوتا کیونکہ برآمدی آرڈر 3 سے 6 ماہ پیشگی درج کرائے جاتے ہیں جس کا مطلب یہ ہے کہ م س 14ء کی تیسری سہ ماہی میں کرنسی کی قیمت میں غیر متوقع اضافہ چوتھی سہ ماہ میں برآمدات میں کمی کا باعث نہیں بن سکتا تھا۔ بہر حال م س 15ء کی پہلی سہ ماہی میں پاکستان کی برآمدات پر کڑی نظر رکھنی ہوگی (سیکشن 7.6)۔

(iv) خلیج تعاون کونسل میں محنت کشوں کی مقامی بھرتی سے پاکستان کی تریسیلات زر کو نقصان پہنچ سکتا ہے۔ بیرون ملک خصوصاً سعودی عرب اور عمان جانے والے رجسٹرڈ پاکستانیوں کی تعداد میں کمی آئی ہے۔

(v) بیرونی براہ راست سرمایہ کاری بہت کم ہے۔ مختلف ممالک کے موازنے سے ظاہر ہوتا ہے کہ پاکستان میں متحرک نجی شعبے، محنت کشوں اور مالی منڈی کے سازگار حالات کے باوجود سلامتی کے مسائل اور توانائی کی قلت بیرونی سرمایہ کاری کی راہ میں رکاوٹ بنتی ہے (سیکشن 7.5)۔

ان دشواریوں سے نبرد آزما ہونا یقیناً آسان نہیں لیکن صحیح پالیسیوں اور ان کے مؤثر نفاذ سے بیرونی شعبے کی کم از کم کچھ رکاوٹیں دور ہو سکتی ہیں۔ مثلاً سب سے اہم پہلو جس پر توجہ ہونی چاہیے وہ اپنی برآمدات میں مصنوعاتی تنوع پر زور دینا ہے خصوصاً جی ایس پی پلس سے بھرپور فائدہ اٹھانے کی غرض سے۔ ایک نمایاں مثال انسانی ساختہ ریشہ ہے جو عالمی منڈی کا تقریباً نصف ہے تاہم پاکستان نے ابھی تک اس میں جگہ نہیں بنائی۔ ٹیرف اور ترجیحات کا ڈھانچہ تشکیل دینے کی ضرورت ہے جس سے مقامی تیار کنندگان کو کپاس سے آگے سوچنے اور انسانی ساختہ ریشہ تیار کرنے کی ترغیب ملے۔ جیسا کہ کچھیلی سطور میں ذکر کیا گیا، امریکی ٹیکسٹائل مارکیٹ پاکستان کے ہاتھ سے تیزی سے نکل رہی ہے کیونکہ امریکہ کپاس چھوڑ کر ترکیبی (synthetic) مصنوعات کی طرف راغب ہو رہا ہے (سیکشن 7.6)۔ عالمی برآمدی منڈی میں ویت نام، کمبوڈیا، بنگلہ دیش اور سری لنکا کا ظہور پاکستانی برآمد کنندگان کے لیے اضافی چیلنج ہے۔ ان ملکوں کی حکومتیں ایسی برآمدات میں جن میں محنت کشوں کا زیادہ استعمال ہے عالمی منڈی میں بڑا حصہ حاصل کرنے کے لیے کوشاں ہیں۔

ایک فیصلہ کن عامل یہ ہوگا کہ پاکستان بھارت سے جو صنعتی کیمیکلز (بشمول ٹیکسٹائل ڈائیز، مصنوعی ریشہ وغیرہ) کا اہم سپلائر ہے اسے تجارتی تعلقات کو کیسے آگے بڑھاتا ہے۔ پاکستانی برآمد کنندگان کو یہ احساس ہونا چاہیے کہ مسابقت کے تحریکات بدل چکے ہیں: بنیادی وسائل کی مقامی دستیابی اور سستی لیبر فی نفاذ کافی نہیں رہی۔ اب مسابقت کے لیے ترقی یافتہ مہارتیں اور ٹیکنالوجی، صحیح اور نیا علاقہ قدری سلسلہ اور تقسیم کاری بازار کاری درکار ہوتی ہے۔ دوسری طرف حکومت کو لین دین کی لاگت کم کرنے کے لیے انفراسٹرکچر کی مناسب فراہمی کو یقینی بنانا چاہیے، برآمدی صنعتوں کے لیے چھوٹ اور ری فنڈ کامؤ شرطیہ کار تشکیل دینا چاہیے اور مارکیٹ کو سامنے رکھتے ہوئے شرح مبادلہ میں رد و بدل کی اجازت دینی چاہیے۔

درآمدات کے حوالے سے شعبہ توانائی میں ملکی وسائل استعمال کرنے کی ضرورت ہے کیونکہ تیل کی درآمدات ہمارے درآمدی بل کا تقریباً 35 فیصد ہیں۔ اگر ضرورت ہو تو پام آئل میں، جس پر ہر سال تقریباً 2 ارب ڈالر خرچ ہوتے ہیں، درآمدی تبدل (import substitution) پر غور کیا جاسکتا ہے۔ مقامی طور پر تیار کردہ اشیاء کے اسمگل شدہ یا انڈر انوائسڈ درآمدات سے ناموزوں مسابقت سے نمٹنے کے لیے حکومت کو درآمدی قدر پیمائی اور کسٹم ڈیوٹی اکٹھا کرنے والے حکموں کے درمیان معلومات کے بہاؤ کو بہتر بنانا چاہیے۔ مجموعی سطح پر حکومت کو طویل مدتی معاشی سرگرمیوں کو ابھارنے والے عوامل اور اپنے زرمبادلہ کے وسائل کی گنجائش کو پیش نگاہ رکھتے ہوئے اپنی درآمدی پالیسی کو درست کرنا چاہیے۔ ایسی وسط تا طویل مدت تجارتی سرمایہ کاری پالیسی تیار کرنے کے لیے جو داخلی طور پر ہم آہنگ اور نمو کے وسیع تر اہداف کے حصول میں مددگار ہو، ٹریڈ ڈیولپمنٹ اتھارٹی آف پاکستان، وزارت تجارت، منصوبہ بندی کمیشن اور سرمایہ کاری بورڈ جیسے اداروں کو مضبوط بنانے کی ضرورت ہے۔ پالیسی کی تشکیل کے بعد اس پر عملدرآمد کی ضرورت ہوگی۔

ترسیلات زر کے حوالے سے معقولی شواہد سے ظاہر ہوتا ہے کہ بے ضابطہ ترسیل کی چھان بین کی بین الاقوامی کوششوں کے باوجود ابھی تک بڑی رقم متوازی بازار مبادلہ کے ذریعے آتی ہے۔ ہماری اولین ترجیح پاکستانی ریٹینس انی شیٹوں (PRI) کے ذریعے رقم کو بے ضابطہ سے باضابطہ طریقوں کی طرف لانا ہے (سیکشن 7.3)۔ سمندر پار پاکستانیوں کے لیے مخصوص سرمایہ کاری آلات تشکیل دیے جاسکتے ہیں۔ مالی شمولیتی ترسیلاتی میکانیت کے حوالے سے فلپائن اور بنگلہ دیش اچھی مثالیں ہیں۔

آخر، بیرونی براہ راست سرمایہ کاری کے احیاء کے لیے صرف پالیسی کی درستی کافی نہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ بیرونی سرمایہ کار اس صورت میں زیادہ راغب ہوں گے جب امن و امان اور متعلقہ کاروباری لاگت کے مسائل سے مناسب طور پر نمٹنا جائے گا۔ معلوم ہوتا ہے کہ عالمی سرمایہ کاروں کو بھی پاکستان و افغانستان کی سرحد پر شدت پسندوں کو ہدف بنانے کی مقامی کوششوں سے حوصلہ ملا ہے۔

7.3 جاری کھاتہ

میں 14ء میں جاری کھاتے میں 3.0 ارب ڈالر کا خسارہ درج کیا گیا جبکہ پچھلے سال 2.5 ارب ڈالر ہوا تھا (جدول 7.2)۔ بلند تر خسارے کی بنیادی وجہ اتحادی سپورٹ فنڈ کے تحت آنے والی کم رقم تھیں جس سے خدمات کے کھاتے کا خسارہ بڑھ گیا۔ سال کے دوران بلند تر درآمدی ادائیگیوں کی وجہ سے تجارتی خسارہ بھی بڑھا۔ ان کھاتوں کے مجموعی خسارے نے م 14ء میں ترسیلات زر کی نمایاں بہتری کا اثر زائل کر دیا۔

جدول 7.3: خدمات کے توازن کی تفصیلات		
ملین ڈالر		
م 14ء	م 13ء	
-2,637	-1,564	مجموعی خدمات کا توازن
-92	-63	دیکھ بھال اور مرمت کی خدمات (n.i.e.)
-2,542	-2,028	ٹرانسپورٹ
-2,347	-2,262	بحری ٹرانسپورٹ (مال بردار)
-89	256	فضائی ٹرانسپورٹ (مسافر)
-774	-935	سفر
-11	19	تعمیرات
-134	-218	بیمہ اور پیش خدمات
-106	-79	مالی خدمات
-144	-137	ایٹلنگ سیکٹرز پر اپنی کے استعمال کے چارجز (n.i.e.)
469	400	ٹیلی مواصلات، کمپیوٹر اور معلومات
-726	-1,007	دیگر کاروباری خدمات
2	2	ذاتی، ثقافتی اور تفریحی خدمات
1,421	2,482	سرکاری ایشیا و خدمات (n.i.e.)
1,050	1,806	جس میں اتحادی سپورٹ فنڈ
		ماخذ: بینک دولت پاکستان

جدول 7.4: بنیادی آمدنی کا کھاتہ		
ملین ڈالر		
م 14ء	م 13ء	
-3,920	-3,669	بنیادی آمدنی (الف + ب)
30	24	الف - ملازمتی اجرت
-3,950	-3,693	ب - سرمایہ کاری آمدنی (I + II + III)
-2,891	-2,687	I - براہ راست آمدنی (الف + ب)
-2,865	-2,666	الف - ایکویٹی اور سرمائے پر آمدنی
		جس میں:
1,710	1,734	تیل کی کمپنیوں کے منافع کی منتقلی
73	88	دیگر کمپنیوں کے منافع کی منتقلی
927	755	منافع منقسمہ کی منتقلی
-26	-21	ب - سود
-304	-314	II - جزئی سرمایہ کاری
-208	-217	الف - ایکویٹی پر سرمایہ کاری آمدنی
-96	-97	ب - سود
-755	-692	III - دیگر سرمایہ کاری
		جس میں:
628	628	حکومت کی طرف سے سودی ادائیگیاں
		ماخذ: بینک دولت پاکستان

تجارتی خسارہ

م 14ء میں پاکستان کا تجارتی خسارہ بڑھ کر م 14ء میں 16.5 ارب ڈالر کی ریکارڈ بلندی پر پہنچ گیا۔ تاہم جی ڈی پی کے لحاظ سے بیرونی خسارہ م 08ء اور م 09ء کے عدم توازن سے کہیں کم تھا۔ خسارے میں اضافے کی بنیادی وجہ مشینری کی بلند تر درآمدات (خصوصاً ٹیلی مواصلات کے آلات)، کھاد اور لوہا و فولاد (اسکرپ) تھا۔ جی ایس پی پلس انتظام کے تحت یورپی یونین کو فراہمی (خصوصاً ٹیکسٹائل اور چمچا) بڑھنے، افریقی ممالک میں غیر باسٹی چاول کے اقسام کی طلب میں اضافے اور پٹرولیم کی صفائی کے احیا، جس سے لبریکینٹ آئل، نیفٹھا اور دیگر کیمیکلز کی برآمد بڑھ گئی، کے باعث برآمدات میں کسی قدر نمو ظاہر ہوتی رہی (سیکشن 7.6)۔

خدمات کا خسارہ

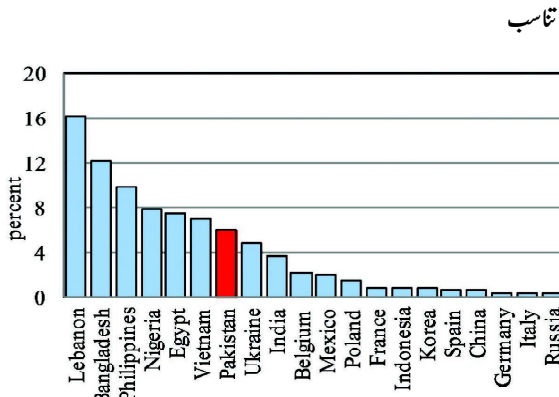
جیسا کہ پہلے ذکر کیا گیا، م 14ء کے دوران پچھلے سال کی نسبت خدمات میں بلند تر خسارے کا بنیادی سبب اتحادی سپورٹ فنڈ (جسے فوجی خدمات کی برآمد شمار کیا جاتا ہے) کے مد میں کم رقم کی آمد تھی (جدول 7.3)۔ فوجی خدمات کے علاوہ پاکستان کی ٹرانسپورٹ خدمات کی خالص برآمد بھی م 14ء میں کم ہوئی۔ کرائے بھارے سے متعلق خسارہ (جو ٹرانسپورٹ خسارے کے 90 فیصد سے زیادہ ہے) پچھلے سال کے مقابلے میں تھوڑا بڑھ گیا تاہم مسافر ٹرانسپورٹ (ملکی ائر لائنیں) میں زیادہ بگاڑ پیدا ہوا۔ اس کی بنیادی وجہ پاکستان انٹرنیشنل ائر لائنز کو درپیش سنگین مسائل کی بنا پر بیرونی ائر لائنوں سے سفر کرنے والے پاکستانیوں کی تعداد میں اضافہ تھا۔¹⁴

اولین آمدنی کا خسارہ

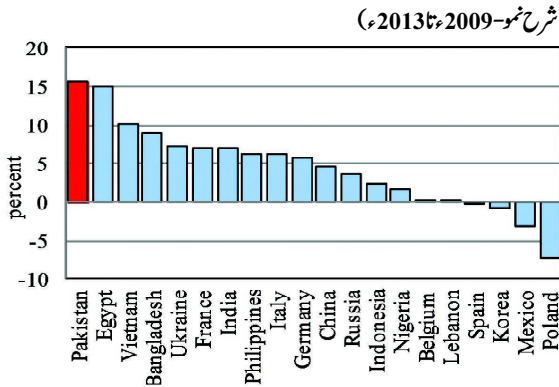
اس کھاتے میں م 14ء کے دوران 3.9 ارب ڈالر کا خسارہ درج کیا گیا جبکہ پچھلے برس 3.7 ارب ڈالر کا خسارہ ہوا تھا (جدول 7.4)۔ اس خسارے کا سبب پاکستان میں سرگرم غیر ملکی کمپنیوں کی جانب سے آمدنی کی ترسیل تھی خصوصاً تیل اور گیس کی تلاش کے شعبے میں۔ اس صورتحال کو صحیح تناظر میں دیکھا جائے تو م 14ء میں بیرونی براہ راست سرمایہ کاری پر آمدنی کی ترسیل گذشتہ سال پاکستان میں آنے والی نئی سرمایہ کاری سے تقریباً دو گنی تھی۔ ملک میں زرمبادلہ کے قرضوں کی خالص آمد کے مقابلے میں قرض کی واپسی بھی بہت زیادہ تھی (سیکشن 7.4)۔

14 م 14ء میں مسافروں کی کل تعداد (ملکی و بین الاقوامی پروازوں دونوں کے) بڑھ کر 14.4 ملین ہو گئی جبکہ م 13ء میں 13.2 ملین تھی۔ تاہم پی آئی اے سے سفر کرنے والوں کی تعداد م 13ء میں 5.7 ملین سے گھٹ کر م 14ء میں 5.0 ملین رہ گئی۔ اس کی وجہ پی آئی اے کے ہیڈ کے مسائل تھے جن سے سال کے دوران روایتیوں کی تعداد کم ہو گئی۔

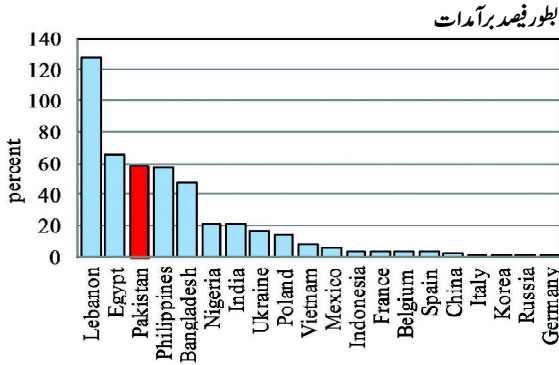
شکل 7.7 ب: تریلیات کے 20 سب سے بڑے وصول کنندگان: تریلیات جی ڈی پی



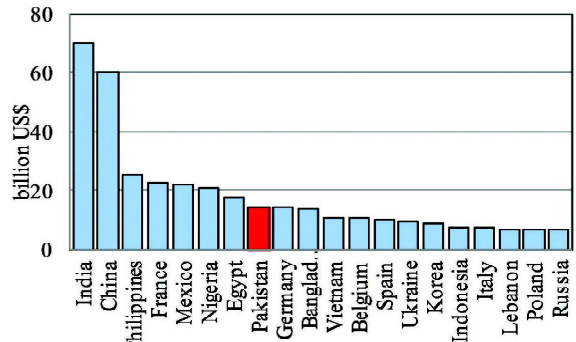
شکل 7.7 د: تریلیات کے 20 سب سے بڑے وصول کنندگان: 5 سالہ نمو (مرکب سالانہ شرح نمو-2009ء تا 2013ء)



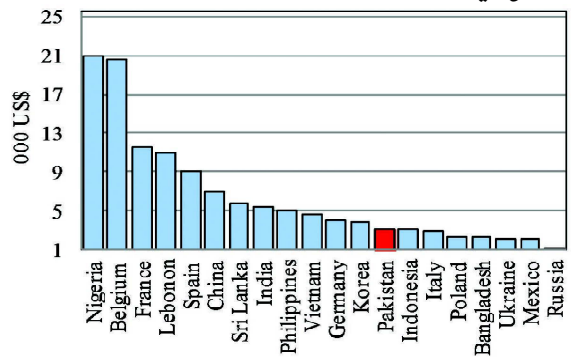
شکل 7.7 ه: تریلیات کے 20 سب سے بڑے وصول کنندگان: 2013ء میں تریلیات بطور فیصد برآمدات



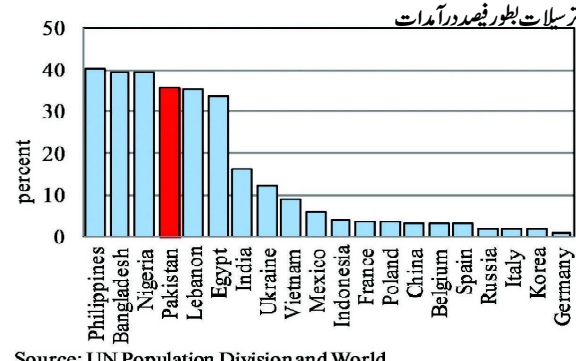
شکل 7.7 الف: تریلیات کے 20 سب سے بڑے وصول کنندگان



شکل 7.7 ج: تریلیات کے 20 سب سے بڑے وصول کنندگان: 2013ء میں نی تارک وطن تریلیات



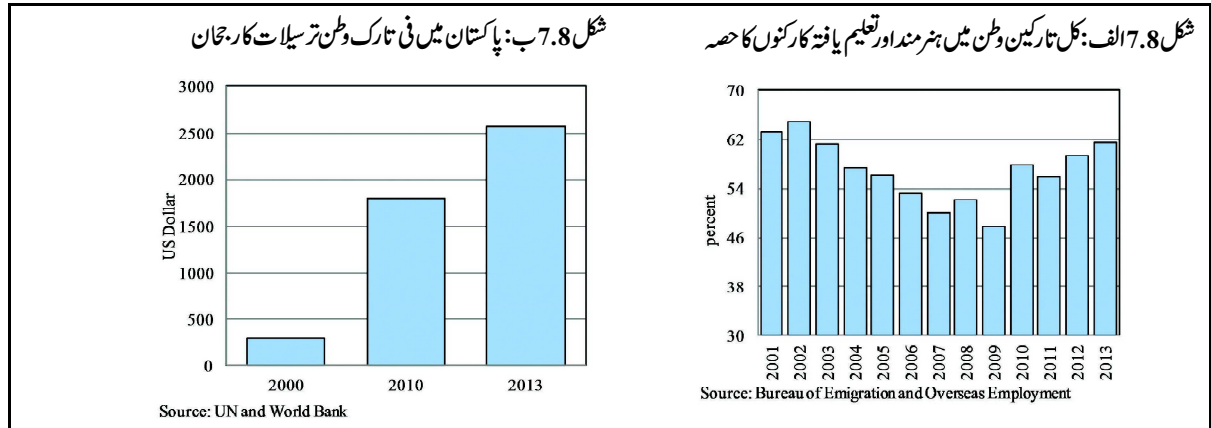
شکل 7.7 ه: تریلیات کے 20 سب سے بڑے وصول کنندگان: 2013ء میں تریلیات بطور فیصد درآمدات



Source: UN Population Division and World

کارکنوں کی ترسیلات زر

میں 14ء میں کارکنوں کی ترسیلات زر 15.8 ارب ڈالر تک پہنچ گئیں جو پچھلے سال سے 13.7 فیصد زیادہ ہے۔ مسلسل مضبوط ترسیلات زر سے پاکستان کو حالیہ برسوں میں زرمبادلہ کے حوالے سے کافی سہولت فراہم ہوئی جس کی بہت ضرورت تھی کیونکہ تجارتی خسارہ مسلسل بڑھ رہا ہے۔ تریلیات زر کو صحیح تناظر میں دیکھا جائے تو س 14ء میں ان قوموں سے ملک کے درآمدی بل کا 38 فیصد اور مجموعی تجارتی خسارے کا 95 فیصد پورا ہوا اور انہوں نے پاکستان کی قومی آمدنی (جی این پی) میں 6 فیصد سے زائد کا حصہ ڈالا۔ سب سے زیادہ تریلیات زر وصول کرنے والے دیگر ممالک کے مقابلے میں یہ شماریات متاثر کن ہیں: 2013ء کے دوران مطلق تریلیات زر کی لحاظ سے پاکستان آٹھویں نمبر پر رہا اور جی



ڈی پی کے لحاظ سے اس کی کارکردگی بلند حجم والے ممالک چین، بھارت اور میکسیکو سے کہیں اوپر تھی (شکل 7.7 الف اور ب)۔

جہاں تک فی تارک وطن ترسیلات زر کا تعلق ہے، اگرچہ پاکستان کی کارکردگی انڈونیشیا اور بنگلہ دیش سے بہتر ہے تاہم اسے بیشتر دیگر ممالک سے کم ملتا ہے۔ فرانس، جرمنی اور اسپین جیسے ترقی یافتہ ممالک میں فی تارک وطن ترسیلات میں فرق کی تشریح اسناد اور مہارت کے حوالے سے ہو سکتی ہے۔ تاہم بھارت، سری لنکا، نائیجیریا اور فلپائن میں بلندی تارک وطن ترسیلات سے غالباً کارکنوں کی ترسیلات کو لانے کے زیادہ مؤثر طریقوں کی عکاسی ہوتی ہے (شکل 7.7 ہ)۔¹⁵ ان ممالک نے بینکاری ذرائع کے توسط سے مضبوط کرنسی پیچھے اور وصول کرنے میں صارفین کی مدد کرنے پر بہت زور دیا۔

اس کے باوجود مئی 09ء سے پاکستان کی ترسیلات زر کی نمونہ سے اوپر کے 20 وصول کنندگان میں سب سے زیادہ رہی ہے (شکل 7.7 د)۔ اگرچہ 9/11 سے پاکستان میں آنے والی ترسیلات زر مستحکم رہیں (ہنڈی حوالہ نیٹ ورک کے خلاف کارروائی)، تاہم 2008ء میں ان میں تیزی آئی۔ زیادہ اہم بات یہ ہے کہ 2008-09ء میں جب مالی بحران نے عالمی معیشت کو نشانہ بنا یا تب بھی ترسیلات زر میں چلک رہی جس سے پاکستان کی برآمدات پر سخت اثر پڑا۔ یہ چلک متعدد عوامل کی بنا پر تھی: (i) بیرون ملک مقیم پاکستانیوں کی تعداد میں مسلسل اضافہ، (ii) سمندر پار پاکستانیوں کی جانب سے پہلے سے زیادہ رقم بھیجا جانا،¹⁶ (iii) ترسیلات زر کا بے ضابطہ ذرائع سے ہٹ کر باضابطہ ذرائع کی طرف آنا کیونکہ عالمی منی لانڈرنگ کی نگرانی بڑھ گئی، (iv) پاکستانیوں کی نقل مکانی میں ہنرمند اور تعلیم یافتہ کارکنوں کا حصہ بڑھ جانا جس سے فی تارک وطن ترسیلات زر میں اضافہ ہو گیا (شکل 7.8)، اور (v) جن ممالک سے ترسیلات زر آ رہی ہیں ان میں پرکشش سرمایہ کاری مواقع کا فقدان (یعنی امریکہ، برطانیہ اور دیگر ترقی یافتہ ممالک میں کم شرح سود) اور مشرق وسطیٰ میں ریئل اسٹیٹ مارکیٹ کی سستی۔¹⁷

مئی 14ء میں پاکستان کی ترسیلات زر کی نمونہ پر کئی مثبت پہلو اثر انداز ہوئے۔¹⁸ اول، ترسیل زر کے سب سے بڑے عالمی ادارے ویسٹرن یونین نے پاکستان پیسہ بھجوانے کے لیے کئی ترقیبی پیش کشیں متعارف کرائیں۔ علاوہ ازیں، پاکستان میں ایک نجی کمیشن بینک نے ویسٹرن یونین کے ساتھ ایک ڈائریکٹ ٹو بینک ٹرانسفر کی سہولت کا آغاز کیا جس کے ذریعے پاکستان میں وصول کنندگان کے بینک اکاؤنٹوں میں رقم مفت منتقلی ہو جاتی ہے۔ مزید یہ کہ اسلامی اور خرد مال کاری بینک بھی مذہبی طور پر حساس اور بینکاری سہولتوں سے محروم صارفین کو سہولتیں پہنچانے کے لیے اپنی ترسیلاتی مصنوعات کی بھرپور مارکیٹنگ کر رہے ہیں اور اب تک ترسیلات زر کا خاصا حجم لانے میں کامیاب رہے ہیں۔

15. نائیجیریا کی آبادی تقریباً پاکستان کے برابر ہے۔ نائیجیریا اور فلپائن کی زصرف فی کس ترسیلات پاکستان سے زیادہ ہیں بلکہ ترسیلات کا مطلق حجم بھی ان ملکوں میں زیادہ ہے جیسا کہ شکل 7.7 الف میں دکھایا گیا ہے۔

16. میڈیا رپورٹوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس کی وجہ پاکستان کی کمزور معیشت ہے اور یہ مسئلہ 2010ء اور 2011ء کے لگا تار سیلابوں کی وجہ سے سنگین تر ہو گیا۔

17. دی جی آر سیٹل اسٹیٹ مارکیٹ 2009ء سے 2012ء کے درمیان زیادہ تر مندی کا شکار رہی۔ تاہم 2013ء میں دی جی آر سیٹل اسٹیٹ کا کاروبار پھر بحال ہو گیا اور بہت سے پاکستانیوں نے اس شعبے میں سرمایہ کاری کی ہے۔ اب تک ترسیلات پر اس کا اثر انفراسٹرکچر کے منصوبے سامنے آنے کے باعث امارت جانے والے پاکستانی تہیارتی کارکنوں کی نقل مکانی میں اضافے کی وجہ سے زائل ہوا ہے۔

18. مثال کے طور پر مزید ورک فورس کا اضافہ ہوا ہے۔ بیورو آف امیگریشن اینڈ اوورسیز ایملپمنٹ کی رپورٹ ہے کہ سال کے دوران مجموعی طور پر بیرون ملک جانے والے پاکستانیوں کی تعداد بڑھی ہے۔ مئی 13ء میں یہ 651000 تھی جو مئی 14ء میں بڑھ کر 668000 ہو گئی۔ اس مدت کے دوران پاکستان واپس آنے والے کچھ کارکن بھی ہوں گے خصوصاً تعمیرات کے شعبے سے متعلق، لیکن منقولی شاہد سے ظاہر ہے کہ ان کی تعداد بیرون ملک جانے والوں سے خاصی کم ہوگی۔ بد قسمتی سے ایسے کارکنوں کے بارے میں واضح اعداد و شمار موجود نہیں۔

پاکستان کو یہ تیزی قائم رکھنے کی ضرورت ہے۔ جیسا کہ پہلے کہا گیا، پاکستان کو اگلے چند برسوں میں اپنا جاری کھاتے کا خسارہ کم کرنا چاہیے تاکہ واپسی قرض کی ذمہ داریاں مزید قرضہ لیے بغیر پوری کی جاسکیں۔ باضابطہ نظام میں لین دین کی لاگت گھٹا کر اور غیر رسمی انتقال زر کی نگرانی مزید سخت کر کے پیسہ بچھنے کے بے ضابطہ طریقوں کے استعمال کو کم سے کم کرنا انتہائی ضروری ہے۔ جہاں تک لاگت کا تعلق ہے قوم کی ترسیل کے عالمی اداروں میں بڑھتی ہوئی مسابقت اور ملکی کمرشل بینکوں اور مبادلہ کمپنیوں سے ان کی شراکت داریاں بہت مددگار رہی ہیں۔ خاص طور پر خلیج تعاون کونسل کے ممالک میں، جہاں پاکستانیوں کی بڑی تعداد مقیم ہے، حالیہ برسوں میں بہتری دکھائی دی ہے: متحدہ عرب امارات سے بھیجے جانے والے ہر 200 امریکی ڈالر کی ترسیل کا خرچ م 08ء میں 7.3 فیصد تھا جو م 14ء میں صرف 1.9 فیصد رہ گیا ہے۔¹⁹ اسی طرح سعودی عرب میں قوم کی ترسیل کی لاگت م 08ء میں 5.7 فیصد سے نصف کر کے م 14ء میں فقط 2.6 فیصد کر دی گئی ہے۔ ان ممالک کے مقابلے میں امریکہ اور برطانیہ سے قوم بھیجنا زیادہ مہنگا ہے لیکن دیگر مقامات کے مقابلے میں پاکستان اب بھی ترسیل کے لیے سستی جگہ ہے (شکل 7.9 الف، ب، ج)۔

جہاں تک انتظامی اقدامات کا تعلق ہے، پاکستان ری می ٹنس انی شیے ٹو (PRD) کے ذریعے پاکستانی تارکین وطن میں بے ضابطہ طریقوں سے گریز کرنے کے حوالے سے آگے پیدا کرنے کے لیے مختلف پروگرام شروع کیے جا رہے ہیں: (i) کارکنوں کی حوصلہ افزائی کی جا رہی ہے کہ رخصت ہونے سے قبل بینک کھاتے کھولیں، (ii) بینکاری خدمات سے آگے بڑھانے کے لیے مالی تربیتی پروگرام شروع کیے گئے ہیں، اور (iii) ملکی ہوا بازی کا شعبہ مشرق وسطیٰ کے مختلف روٹس پر مسافروں کو اپنے اہل خانہ کو صحیح طریقوں سے رقم بھیجنے کے بارے میں رہنمائی میں مصروف ہے۔ حالیہ رجحانات اور پی آر آئی کے تحت کیے گئے اقدامات کے پیش نظر م 15ء کے لیے ترسیلات زر کا ہدف 16.7 ارب ڈالر مقرر کیا گیا ہے یعنی 5.3 فیصد سال بسال نمو۔

باکس 7.1: ترسیلات زر بڑھانے کے لیے بنگلہ دیش اور فلپائن کے اقدامات
 بنگلہ دیش اور فلپائن میں پالیسی سازوں نے بینکاری راستوں سے ترسیلات زر بڑھانے کے لیے مختلف اقدامات کیے ہیں۔

بنگلہ دیش
 بنگلہ دیش حکومت سرکاری ذرائع سے ترسیلات زر کو راغب کرنے کے لیے پخت اور سرمایہ کاری کے مختلف آلات پیش کرتی ہے۔ ان میں درج ذیل شامل ہیں:

1. یو ایس ڈالر انوسٹمنٹ بانڈ: یہ بانڈ 2002ء میں بنگلہ دیش مرکزی بینک کے جاری کیا۔ اس مصنوعی مقصد غیر مقیم بنگلہ دیشیوں کو سرمایہ کاری کا موقع فراہم کرتا ہے، جس پر حکومت محفوظ اور بلا ٹیکس آمدنی کی ضمانت دیتی ہے۔ اس تین سالہ بانڈ پر شرح سود 6.5 فیصد سالانہ ہے اور یہ ششماہی بنیادوں پر امریکی ڈالر میں واجب الادا ہے۔ اصل رقم اور سودی آمدنی ٹیکس سے مستثنیٰ ہیں اور بانڈ کو مقامی بینکوں سے قرض لینے کے لیے بطور ضمانت استعمال کیا جاسکتا ہے۔ مجموعی سرمایہ کاری کے 15 سے 25 فیصد تک موت کے خطرے کے فوائد بھی دستیاب ہیں۔ اصل رقم اور سود منتقل کو بیرون ملک منتقل کیا جاسکتا ہے۔
2. یو ایس ڈالر پریمیم بانڈ: یہ بانڈ بھی بنگلہ دیش مرکزی بینک نے 2002ء میں جاری کیا اور اس میں کم دیشی وہی خصوصیات ہیں جو مذکورہ بالا بانڈ کی ہیں۔ واحد فرق یہ ہے کہ سود امریکی ڈالر کے بجائے بنگلہ دیشی ٹکا میں واجب الادا ہوتا ہے اور شرح 7.5 فیصد سالانہ ہے۔ صرف اصل رقم بیرون ملک منتقل کیا جاسکتی ہے۔
- 3- ویج ارنرز ڈویلپمنٹ بانڈ (ڈبلیو ای ڈی بی): 1981ء میں جاری کردہ یہ پانچ سالہ بانڈ بنگلہ دیشی ٹکا میں ہوتا ہے۔ یہ بانڈ بینک میں بیرونی کرنسی کھانڈ کھولنے کے بغیر خرید جاسکتا ہے اور اس پر 12 فیصد سالانہ کی معین شرح سود دیتی ہے جو ششماہی بنیادوں پر واجب الادا ہے۔ میعاد پوری ہونے سے پہلے سرمایہ کار بانڈ کو بھٹا سکتے ہیں اور اس صورت میں اصل رقم سود کے ساتھ ادا کی جاتی ہے جو 8.7 فیصد سے 11.2 فیصد تک (سالانہ تعصیت کے مطابق) ہوتا ہے۔ اگر بانڈ میعاد پوری ہونے کے بعد بھٹا یا جائے تو بانڈ کی صرف اصل رقم بیرون ملک منتقل ہو سکتی ہے۔
4. نان ریزیڈنٹ انویسٹمنٹ ٹیکا اکاؤنٹ (این آئی ای): غیر مقیم بنگلہ دیش باشندے کے پاس میعاد ڈبلیو ای ڈی بی کے پاس یہ اکاؤنٹ کھول سکتے ہیں اور بیرون ملک سے بیرونی کرنسی آسانی سے دوسری کرنسی میں تبدیل کر کے بھیج سکتے ہیں۔ یہ اکاؤنٹ ملک کے اسٹاک ایکسچینوں میں غیر منی حصص، رتھسکات میں سرمایہ کاری کے لیے استعمال کیا جاسکتا ہے۔ اہم ترغیبات میں یہ شامل ہیں: غیر منی حصص کی لین دین پر کمپنٹ گین پر کوئی ٹیکس نہیں؛ غیر منی رتھسکات میں سرمایہ کاری پر 10 فیصد کی ٹیکس رعایت؛ منافع منقسمہ پر ٹیکس کی پست شرح؛ ابتدائی عوامی پیشکشوں میں غیر مقیم بنگلہ دیشیوں کے لیے 10 فیصد تخصیص کوٹا؛ این آئی ای اے کے ذریعے ثانوی بازار میں شرکت اور فروخت کی آمدنی، کمپنٹ گین اور منافع منقسمہ کی مکمل منتقلی۔
5. نان ریزیڈنٹ فارن کرنسی ڈپازٹ: یہ ڈپازٹ بیرونی کرنسی (ڈالر، یورو، یین اور اسٹرنلنگ) میں کھولا جاسکتا ہے جس کی میعاد ایک ماہ سے ایک سال تک ہوتی ہے۔ اس ڈپازٹ کا بینکس کو سود کے علاوہ زرمبادلہ میں کسی بھی ملک کو منتقل کیا جاسکتا ہے، یا بیرون ملک بنگلہ دیشی شہریوں کے کھولے ہوئے کسی بھی بیرونی کرنسی کھاتے میں منتقل کیا جاسکتا ہے۔ کم سود پر ٹیکس عائد نہیں ہوتا۔

ان سہولتوں کے علاوہ حکومت غیر مقیم بنگلہ دیشیوں کو مختلف ٹیکس ترغیبات کی بھی پیشکش کرتی ہے۔ مثال کے طور پر غیر مقیم بنگلہ دیشی کو کوئی بھی معیہ اٹاٹے خریدیں ان پر کوئی ٹیکس شناخت نمبر شیڈیٹ درکار نہیں ہوتا۔ اسی طرح بنگلہ دیش جانے کے بعد ملک چھوڑنے سے پہلے کسی آئی ٹیکس کیلبرٹس کی ضرورت نہیں ہوتی۔

19 ترسیلات کی لاگت کے دو بڑے اجزاء ہیں: ٹرانسفر فیس اور شرح مبادلہ کا مارجن۔ ٹرانسفر فیس عموماً وہ چارج ہوتا ہے جو رقم بھیجنے والے کو ادا کرنا ہوتا ہے اور مقررہ حدود کے اندر اس کی مقدار مختلف ہوتی ہے۔ شرح مبادلہ مارجن وہ رقم ہے جو مقامی کرنسیوں میں ترسیلات ادا کیے جانے پر رقم منتقل کرنے والا ادارہ کماتا ہے۔ اگرچہ بعض ممالک میں ترسیلات امریکی ڈالر میں بھی ادا کی جاتی ہیں لیکن زیادہ تر یہ مقامی کرنسیوں میں فراہم ہوتی ہیں جن میں لے شدہ شرح مبادلہ پر حساب لگایا جاتا ہے۔ عالمی بینک کے تحقیقین ترسیلات کی لاگت کے اعداد و شمار جمع کرنے کے لیے رقم منتقل کرنے والی ہر فرم سے خود کو صارف ظاہر کرتے ہوئے رابطہ کرتے ہیں۔ اس ڈیٹا میں لین دین کی مختلف شکلوں کا احاطہ کیا جاتا ہے۔ ہر فرم کے لیے پیش کردہ مصنوعات کی قسم مندرجہ ذیل زمروں میں نوٹ کی جاتی ہے: ڈبلیو سے ڈبلیو، نقد سے نقد، کھاتے سے کھاتے (وہی بینک)، کھاتے سے کھاتے (دوسرا بینک)، کھاتے سے نقد، نقد سے کھاتے (وہی بینک)، کریڈٹ ڈیبٹ کارڈ سروس، پری پیڈ کارڈ سروس، آن لائن سروس، ہویا بل سروس، یو ایس ڈی سروس، ای میل سی بی سروس، اور ای یو آر سروس۔ مزید تفصیلات کے لیے دیکھیں

http://remittanceprices.worldbank.org/en/methodology

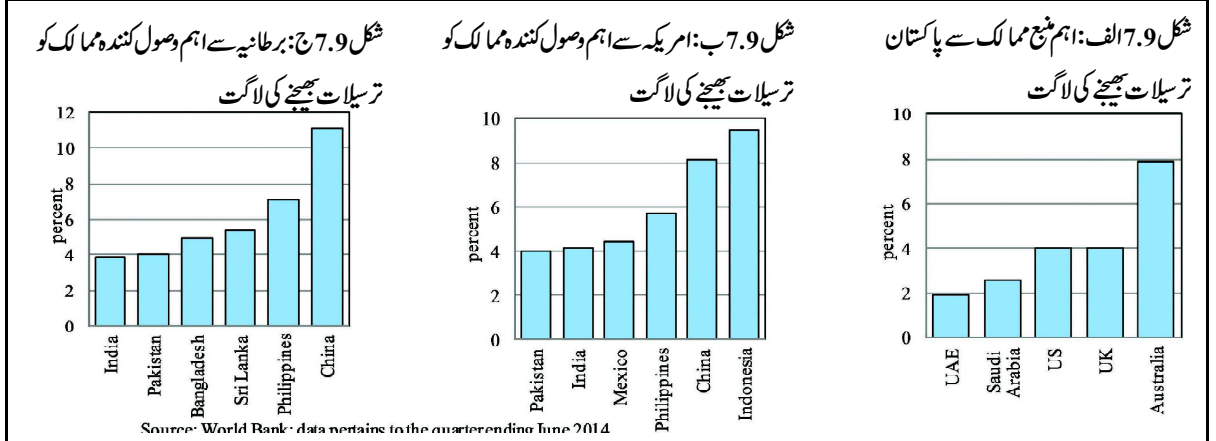
خلفائین

خلفائین کے بینک اپنی کارکنوں کو سہولت فراہم کرنے کے لیے اس امر پر خاص توجہ دیتے ہیں کہ ترسیلات زر کہاں سے آ رہی ہیں۔ بینکوں کے سروس بیورو اور متعلقہ بینکوں سے معاہدے ہیں اور انہوں نے ترسیلات کی سہولت کے لیے ذیلی ادارے اور سمندر پار دفاتر بھی کھول رکھے ہیں۔ تارکین وطن ڈیپازٹ کارڈ کے ذریعے فون کے توسط سے ترسیلات بھیج سکتے ہیں، آن لائن لین دین کر سکتے ہیں اور ترسیلات کے دفتر کو ایس ایم ایس بھیج کر بھی ٹیکسٹ ریسی روائہ کر سکتے ہیں۔ اگر وصول کنندہ کا بینک میں کھاتہ ہے تو بینک اور بینک کے درمیان لین دین ہوتی ہے۔ اگر کھاتہ نہیں ہے تو بینک ڈبیز سے ڈبیز تک ڈیوری کی خدمت بھی فراہم کرتے ہیں۔ چونکہ ڈبیز سے ڈبیز کی خدمت میں بینک رقم کی ایک حد مقرر کرتے ہیں اس لیے وصول کنندگان ترسیلات کی رقم زیادہ ہونے کی صورت میں اور دی کا ڈنٹرفنڈ ز بھی کھیم کر سکتے ہیں۔

مالی خودمندی کی تربیت دینے والے تقریباً 29 ادارے ہیں جو سمندر پار فلپائنی باشندوں اور ان کے زیر کفالت افراد کو تربیت دیتے ہیں۔ ان میں مرکزی بینک، کمرشل بینک، بینکوں کی انجمنیں، بیرونی بیناں، سول سوسائٹی اور مالی خودمندی کے حامی کارکن شامل ہیں۔ یہ تربیت قانونی حقوق، معاہدوں کے قانونی پہلوؤں اور اس ملک کے قانونی ڈھانچے کے بارے میں ہوتی ہے جہاں متعلقہ شخص جا رہا ہے اور فلپائین میں اپنے اہل خانہ کو رقم بھیجنے کے مختلف طریقے سمجھانے جاتے ہیں۔ روانگی سے پہلے اس طرح کے تربیتی پروگراموں سے بینکوں کو بیرون ملک جانے والے کارکنوں کو یہ ترغیب دینے کا موقع ملتا ہے کہ وہ بینک کھاتہ رکھیں اور وہ اپنے ذیلی ادارے، برانچ، منسلک اداروں یا سمندر پار نمائندوں کے ذریعے رقم بھیجنے کے سلسلے میں ان کی رہنمائی کرتے ہیں۔ 2010ء میں حکومت نے کثیر کرنسی ریٹیل ٹریڈری بانڈ کی پہلی قسط جاری کی تاکہ سمندر پار فلپائنی کارکنوں، تارکین وطن اور ان کے اہل خانہ کا سرمایہ کاری کا موقع مہیا کیا جاسکے۔ یہ بانڈ تین سے پانچ سال کی عرصہ میں دستیاب ہیں اور کوپن ریت 2.87 فیصد سے 4.125 فیصد تک ہوتے ہیں۔ سوسہ ماہی بنیاد پر ادا کیا جاتا ہے۔ ان کو ٹیکس کی ایک ترغیب بھی دی جاتی ہے جس کے مطابق حکومت بانڈ کی سودی آمدنی پر 20 فیصد جتنی وہ وولڈنگ ٹیکس فرض کرتی ہے۔

ماخذ:

- i۔ بنگلہ دیش بینک، براک بینک (بنگلہ دیش)، لینڈ بینک آف فلی ہیز اور سینٹرل بینک آف فلی ہیز کی ویب سائٹس۔
- ii۔ ترسیلات زر پرائیویٹ بینک ناسک فورس کی رپورٹ۔
- iii۔ احمد، راشد عرفان، محمد اور عارف جی ایم، ترسیلات کے باضابطہ بہاؤ کو کیسے بڑھا جاتا ہے: پاکستان میں ترسیلات کے بازار کا تجزیہ، انٹرنیشنل گروٹھ سینٹر ورلڈنگک پیپر نمبر 2013ء۔
- iv۔ ترسیلات زر کے لیے مالی شمولیت پالیسیوں کا کردار، گلوبل فورم آن ریجنل ٹینسر 2013ء۔



7.4 سرمایہ اور مالی کھاتہ

فروری 2014ء تک پاکستان کا سرمایہ اور مالی کھاتہ پچھلے چند برسوں جیسی تصویر پیش کر رہا تھا: بیرونی براہ راست سرمایہ کاری کا پست حجم، زر مبادلہ کے بہت کم قرضے اور نجکاری کی وصولیوں اور تھری جی فور جی نیلامی کی آمدنی میں تاخیر۔ ان کھاتوں میں صرف 1.4 ارب ڈالر کا فاضل تھا جو 2.4 ارب ڈالر کا جاری کھاتے کا خسارہ پورا کرنے اور جولائی تا فروری م س 14ء کے دوران آئی ایم ایف کو 1.3 ارب ڈالر کی خالص ادائیگی کرنے کے لیے ناکافی تھا۔ تاہم فروری کے تیسرے ہفتے اور اوائل مارچ میں پاکستان کو سعودی عرب سے 1.5 ارب ڈالر کی گرانٹ ملی جس سے سرمایہ کھاتے کا فاضل بہتر ہو گیا۔ مالی کھاتے کے لیے چوتھی سہ ماہی زیادہ اہم ثابت ہوئی کیونکہ پاکستان کو یورو بانڈ کی آمدنی، بین الاقوامی مالی اداروں کے نئے قرضے، تھری جی فور جی کی لائسنس فیس اور یو بی ایل کی نجکاری کی آمدنی حاصل ہوئی (جدول 7.5)۔

بیرونی براہ راست سرمایہ کاری

م س 14ء میں تھری جی فور جی نیلامی ہونے سے ملک میں بیرونی براہ راست سرمایہ کاری رقوم کی آمد پچھلے سال کی سطح سے تجاوز کر گئی (جدول 7.6)۔²⁰ ٹیلی مواصلات کے علاوہ کسی اور شعبے میں کوئی خاص بہتری درج نہیں کی گئی: ایشیا سازی، تیل و گیس، بجلی و مالی شعبوں سب میں م س 14ء کے دوران (بیرونی براہ راست سرمایہ کاری میں) کمی دیکھی گئی۔

²⁰ چینی بیلنکین نے حکومت پاکستان کو 517 بلین ڈالر ادا کرنے کے لیے اپنی پیرنٹ کمپنی سے قرض لیا۔ بیرون ملک سے کمپنیوں کے درمیان قرض کو توازن ادائیگی کے کھاتوں میں بیرونی براہ راست سرمایہ کاری کے طور پر لیا جاتا ہے۔

جدول 7.5: سرمایہ اور مالی کھاتے					
پورا سال		پچھلی سہ ماہی		جولائی تا مارچ	
میں ڈالر	میں ڈالر	میں ڈالر	میں ڈالر	میں ڈالر	میں ڈالر
میں ڈالر	میں ڈالر	میں ڈالر	میں ڈالر	میں ڈالر	میں ڈالر
1,833	264	65	72	1,768	192
1,500	0	0	0	1,500	0
5,235	549	4,179	996	1056	-447
1,483	1,258	922	818	561	440
148	198	34	7	114	191
1,631	1,456	956	825	675	631
517	0	517	0	0	0
2768	26	2,640	-84	128	110
-22	99	2	14	-24	85
2,746	125	2,642	-70	104	195
2,000	0	2,000	0	0	0
310	0	310	0	0	0
850	23	1,451	-24	-601	47
4,463	2,939	2,271	663	2,192	2276
3,613	2,916	820	687	2,793	2229
458	130	588	290	-130	-160
297	-314	-123	288	420	-602
-102	145	5	-9	-107	154
263	299	706	11	-443	288
ماخذ: بینک دولت پاکستان					

پست بیرونی براہ راست سرمایہ کاری سے بنیادی طور پر پچھلے سال عارضی صارفی مصنوعات کے شعبے میں یکبارگی بہاؤ کی عدم موجودگی ظاہر ہوتی ہے۔²¹ اقتصادی سروے 2013-14ء کے تخمینوں کے مطابق ملک میں دہشت گردی کے حملوں سے گزشتہ تین برسوں (م 12 تا م 14ء) کے دوران مجموعی طور پر 8.1 ارب ڈالر کی غیر ملکی سرمایہ کاری کا نقصان ہوا۔²² مزید برآں، توانائی کی دستیابی اور معاہدوں کے نفاذ کے حوالے سے تشویش نے بھی پاکستان میں بیرونی براہ راست سرمایہ کاری کی آمد پر منفی اثر مرتب کیا۔

جیسا کہ جدول 7.7 میں دکھایا گیا ہے، پاکستان میں بیرونی براہ راست سرمایہ کاری کی آمد دوسری ابھرتی ہوئی معیشتوں کی نسبت کافی کم ہے۔ پاکستان کی تقابلی کارکردگی کو دیکھا جائے تو یہ ظاہر ہوتا ہے بیرونی براہ راست سرمایہ کاری لانے میں سلامتی اور توانائی کے مسائل کلیدی عوامل ہیں۔ علاقائی حربوں میں عالمی اقتصادی فورم پاکستان کو مسابقتی قوت کے اعتبار سے پست ترین درجہ دیتا ہے (شکل 7.10 ب)۔ دلچسپ امر یہ ہے کہ مسابقت کی تین جہتوں میں سے پاکستان کی کارکردگی بنیادی شرائط میں (144 ممالک میں 134 ویں نمبر پر) بدترین ہے،²³ کارکردگی افزا عوامل کے اعتبار سے بہتر (144 میں 101 ویں نمبر پر)²⁴ اور اختراع اور نفاست کے عوامل میں بہترین (144 میں 83 ویں نمبر پر) ہے۔²⁵ بنیادی شرائط میں دوسب سے زیادہ تشویشناک عوامل سلامتی اور بجلی کی فراہمی کا معیار ہیں جن میں پاکستان 144 ملکوں میں بالترتیب 142 ویں اور 133 ویں نمبر پر ہے۔ سلامتی کے لحاظ سے پاکستان سے بدتر صرف لیبیا اور یمن ہیں۔ سلامتی کے حالات کی وجہ سے کاروباری اداروں نے خاص طور پر ملک میں دہشت گردی، جرم اور تشدد کی وجہ

21 یہ م 13ء کی پچھلی سہ ماہی میں یونیورسٹی کی جانب سے 500 ملین ڈالر مالیت کے حصص کی باذریاداری (buyback) کی صورت میں تھا۔ برطانوی بیزنس کمپنی نے پاکستان میں جاری کردہ حصص میں سے 24.9 فیصد حصص خرید کر کاروبار میں اپنا حصہ بڑھایا۔

22 اقتصادی سروے 2013-14ء کے مختلف برسوں میں بیرونی سرمایہ کاری کا نقصان م 12ء میں 4.6 ارب ڈالر، م 13ء میں 210 ملین ڈالر اور م 14ء میں 3.3 ارب ڈالر تخمین کیا گیا ہے۔

23 ان درجہ بندیوں کے مطابق ادارہ جاتی معیار، سلامتی، انفراسٹرکچر، معاشی استحکام، اور صحت و بنیادی تعلیم کو بنیادی شرائط سمجھا جاتا ہے۔

24 اعلیٰ تعلیم، ایشیا لیبر مارکیٹ کی کارکردگی، مارکیٹ کے حجم، مالی منڈیوں اور ٹیکنیکی تیاری کو کارکردگی بڑھانے والے عوامل سمجھا جاتا ہے۔

25 کاروباری نفاست میں مقامی سلاز کا معیار، مقدار، گلاسٹ کی ترقی کی کیفیت، بین الاقوامی تقسیم، اختراع کی استعداد وغیرہ شامل ہیں۔

بیرونی شعبہ

جدول 7.6: پاکستان میں بیرونی براہ راست سرمایہ کاری کی شعبہ دار آمد						
میں 14ء			میں 13ء			ملین ڈالر
خالص بیرونی براہ راست سرمایہ کاری	اخراج قومی	آمد قومی	خالص بیرونی براہ راست سرمایہ کاری	اخراج قومی	آمد قومی	
323.0	232.2	555.2	736.5	284.4	1,020.9	ایشیا سازی
6.3	27.6	33.8	2.0	-	2.0	کانٹری کوہ کنی
465.1	21.7	486.7	559.8	5.8	565.6	تیل اور گیس کی تلاش
46.6	183.6	230.3	26.8	135.8	162.6	بجلی
24.4	7.7	32.1	47.7	3.6	51.2	قیمیرات
568.1	334.9	903.0	-404.1	564.9	160.8	ٹیلی مواصلات
517.0	0	517.0	0	0	0	جس میں: تھری جی
156.8	80.9	237.8	314.0	74.8	388.9	مالی کاروبار
35.8	90.6	126.3	111.3	132.6	243.9	دیگر خدمات
5.2	30.5	35.7	62.4	7.1	69.5	دیگر
1,631.3	1,009.6	2,640.9	1,456.5	1,208.9	2,665.3	کل

ماخذ: بینک دولت پاکستان

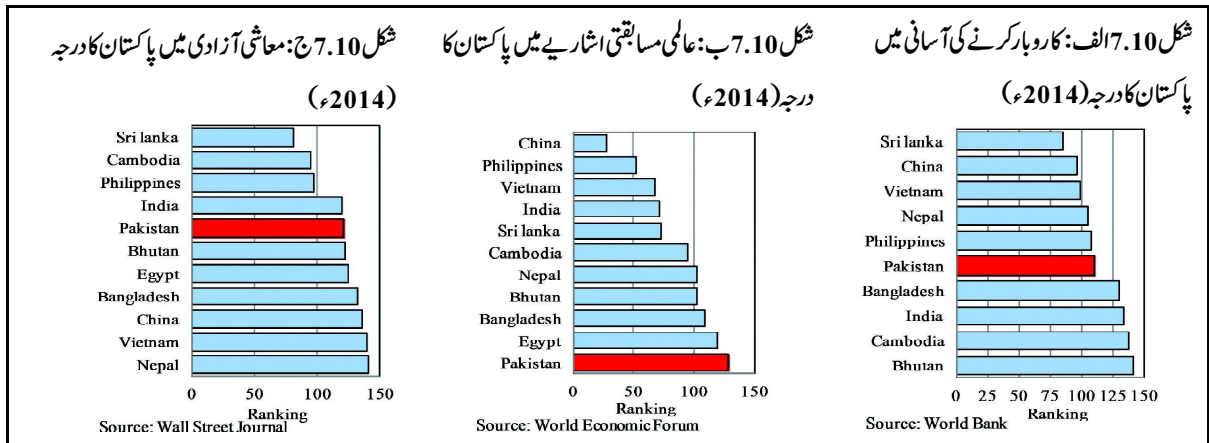
جدول 7.7: بیرونی براہ راست سرمایہ کاری بلحاظ ملک بطور فیصدی ڈی پی										
فیصد										
چلی	برازیل	سری لنکا	ویت نام	پاکستان	کیمبوڈیا	بھارت	ملائیشیا	فلپائن	انڈونیشیا	تھائی لینڈ
7.5	1.9	1.0	7.2	1.4	4.9	0.9	2.6	0.9	1.2	2009ء
7.2	2.5	1.0	6.9	1.1	6.5	0.9	1.6	1.9	0.5	2010ء
9.3	2.9	1.6	5.5	0.6	6.2	1.1	1.9	2.3	0.9	2011ء
10.7	3.4	1.6	5.4	0.4	10.3	1.3	1.3	2.2	1.3	2012ء
7.3	3.6	1.4	5.2	0.6	8.8	1.2	1.5	2.1	1.4	2013ء

ماخذ: ورلڈ واپسٹ انڈیکسز

سے بڑھی ہوئی لاگت کی شکایت کی ہے۔ علاوہ ازیں، بے قاعدہ ادائیگیاں اور رشوتیں ایک اور پہلو ہے جسے کاروباری ادارے بوجھ سمجھتے ہیں خصوصاً سرکاری سہولتوں تک رسائی اور ٹیکس کے معاملات سے نمٹنے کے حوالے سے۔

کارکردگی افزا اظہاریوں کے لحاظ سے پاکستان کی کارکردگی بہتر ہے۔ کارپوریٹ سرگرمیوں کو سزاگار سمجھا جاتا ہے جب سے قدرے ہموار ضوابطی طریقہ ہائے کار کی مدد حاصل ہو۔ حقیقت یہ ہے کہ سزاگار ضوابطی ڈھانچے کی وجہ سے پاکستان کا درجہ کاروبار کرنا کے زمرے اور وال اسٹریٹ جرنل کے تیار کردہ 'معاشری آزادی' کے اشاریے میں اپنے بیشتر حریفوں سے بہتر ہے (شکل 7.10 الف اور 7.10 ج)۔ مزید یہ کہ ملکی مارکیٹ سائز، لیبر مارکیٹ کے حالات اور مالی شعبے کی ترقی وہ کلیدی پہلو ہیں جن میں پاکستان کی کارکردگی کافی معقول ہے۔ مؤخر الذکر سے یہ تاثر قوی ہوتا ہے کہ پاکستان کے پاس معیاری افرادی قوت کی کمی نہیں، اصل مسئلہ یہ ہے کہ یہ گروپ ملک سے نقل مکانی کر رہا ہے۔

جیسا کہ گذشتہ سطور میں کہا گیا، اختراع اور نفاست کے عوامل پاکستان کے لیے سزاگار ترین اظہاریے ہیں۔ علی الخصوص، قدری و رسدی سلسلوں کو ترقی دینے کی صلاحیت، اختراع کی استعداد اور گلسٹر کی ترقی کے لحاظ سے پاکستان ابھرتی ہوئی معیشتوں سے خوب مقابلہ کر رہا ہے۔ جہاں تک سائنسدانوں اور انجینئروں کی دستیابی کا تعلق ہے، پاکستان کی کارکردگی اپنے زیادہ تر ہمسرہ ملک سے کہیں بہتر ہے (144 ممالک میں 49 ویں نمبر پر)۔



ان اظہار یوں سے بنیادی طور پر معلوم ہوتا ہے کہ پاکستان کے سرمایہ کاری امکانات خاصے ہیں (خصوصاً انفراسٹرکچر اور توانائی کے شعبوں میں)، کاروباری ضوابط سرمایہ کاروں کے لیے سازگار ہیں، لیبر مارکیٹ چلدار ہے اور ہنرمند و غیر ہنرمند محنت کش وافر تعداد میں دستیاب ہیں اور سب سے بڑھ کر ملکی معیشت کا سائز ہے۔ اگر پاکستان صرف گورننس سے متعلقہ مسائل سے نمٹنے میں کامیاب ہو جائے اور کاروبار کو احساس تحفظ فراہم کر دے تو بھاری مقدار میں بیرونی براہ راست سرمایہ کاری آسکتی ہے جس سے نہ صرف زرمبادلہ کے مسائل حل ہوں گے بلکہ معیشت کی پیداواریت اور اثر انگیزی بھی بڑھے گی۔

جزدانی سرمایہ کاری

یورپا کے اجراء اور یو پی ایل کی فروخت کے بعد پاکستان میں جزدانی سرمایہ کاری مئی 14ء کے دوران بڑھی (جدول 7.5)۔ ان دو اشیا کو نکال کر صورت حال بہت حوصلہ افزا نہیں: مقامی بازار ہائے مبادلہ اور ملکی بانڈ ابھی تک بیرونی سرمایہ کاروں کے لیے پرکشش نہیں خصوصاً ملک کے بارے میں منفی تاثر، ریاستی خطرے اور گرانٹی اور شرح مبادلہ کی تغیر پذیری کی بنا پر۔

بیرونی قرضے

مئی 13ء میں قرضوں کے حوالے سے مندی کے بعد مئی 14ء میں تیزی آئی۔ جیسا کہ چھٹے باب میں کہا گیا ہے، نیا آئی ایم ایف پروگرام دیگر بین الاقوامی مالی اداروں (خصوصاً عالمی بینک اور ایشیائی ترقیاتی بینک) سے نئے قرضوں کی بحالی میں فیصلہ کن عنصر ثابت ہوا اور ملک کے توانائی، مالیاتی اور سماجی شعبوں میں اصلاحات کے عمل کے لیے رقم ملیں۔ جیسا کہ جدول 7.5 میں دکھایا گیا ہے، مارچ 2014ء تک 601 ملین ڈالر کی خالص واپسی ہوئی تھی لیکن آخری سہ ماہی میں پاکستان کو 1.5 ارب ڈالر کی خالص رقم موصول ہوئی۔ زرمبادلہ کی مشکلات کا شکار ملک کے لیے بین الاقوامی مالی اداروں کے قرضوں کی بحالی کی بہت اہمیت ہوتی ہے لیکن اس سے حکومت پر اضافی ذمہ داری عائد ہوجاتی ہے کہ وہ اصلاحات کے عمل کو شروع اور تیز کرے تاکہ ملک کی واپسی قرض کی استعداد بڑھائی جاسکے (باب 6)۔

7.5 ذخائر اور شرح مبادلہ

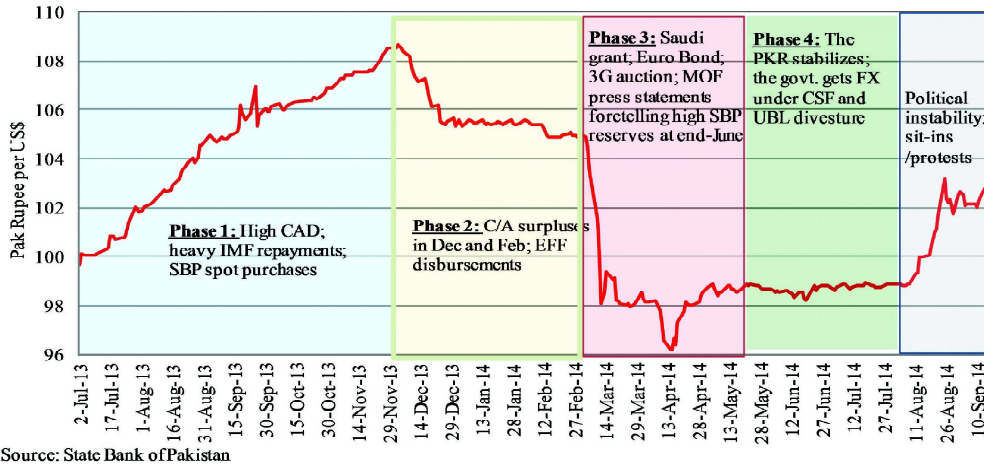
پاکستان کے بازار مبادلہ کے لیے مئی 14ء واقعات سے بھرپور سال ثابت ہوا۔ سال کے ابتدائی حصے میں پاکستانی روپے پر سٹے بازار نہ حملے ہوئے جس کے بعد سکون کا احساس آیا اور پھر قدر میں عدم النظیر اضافہ۔ تجربے کے لیے اس مارکیٹ کے حالات کو چار مرحلوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے (شکل 7.11):

(i) جولائی تا نومبر - زرمبادلہ کا دباؤ اور نیا آئی ایم ایف پروگرام

اس مدت کے دوران اسٹیٹ بینک کے زرمبادلہ کے ذخائر میں تیزی سے 3.0 ارب ڈالر کی کمی درج کی گئی جو آخر جون 2013ء میں دستیاب ذخائر کا تقریباً 50 فیصد تھا۔ اس کی بڑی وجہ جاری کھاتے کا بڑا خسارہ اور واپسی قرض کی بھاری رقم تھی جس میں آئی ایم ایف کو 1.7 ارب ڈالر کی ادائیگیاں شامل تھیں۔ دسمبر 2013ء کے آغاز تک اسٹیٹ بینک کے ذخائر میں صرف 3.0 ارب ڈالر بچے تھے جو ملک کے درآمدی بل کے ایک مہینے کا احاطہ کرنے کے لیے بھی کافی نہ تھے۔ مزید یہ کہ اسٹیٹ بینک کے خالص بین الاقوامی ذخائر منفی تھے۔²⁶

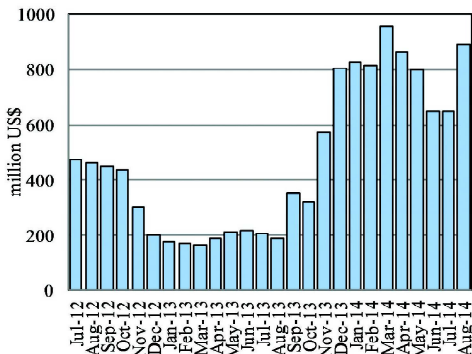
²⁶ آئی ایم ایف کی تعریف کے مطابق خالص بین الاقوامی ذخائر کا اسٹاک مجموعی بین الاقوامی ذخائر کے اثاثہ جات اور ذخائر سے متعلق واجبات کے درمیان فرق کی امریکی ڈالر میں قدر کے مساوی ہے جو پروگرام کی شرح ہائے مبادلہ پر نکالا جاتا ہے۔ چنانچہ زرمبادلہ کے قلیل مدتی قرض اور آئی ایم ایف (بین الاقوامی مالی اداروں) کے قرضوں کو سمجھا کر کہ وہ زرمبادلہ معلوم کیا جاتا ہے جو اصلاً استعمال ہو سکتا ہے۔

شکل 7.11: پاکستانی روپے کی مساوات میں یومیہ حرکات



Source: State Bank of Pakistan

شکل 7.12: درآمدی مالکاری کا حجم



Source: State Bank of Pakistan

اس مدت کے دوران پاکستانی روپے کی قیمت 8.2 فیصد گر گئی۔ اسٹیٹ بینک کی جانب سے زرمبادلہ کی مدد کی غیر موجودگی میں جاری کھاتے کے خسارے کو پورا کرنے کا بوجھ کمرشل بینکوں پر پڑا جس سے ان کے تجارتی نوٹس و رکم ہو گئے۔ جدولی قرضوں کی واپسی سے پیدا ہونے والے توازن ادائیگی کے دباؤ کو کم کرنے کے لیے پاکستان ایک اور آئی ایم ایف پروگرام میں شامل ہو گیا جس میں س 14ء کے دوران 2.2 ارب ڈالر کی ادائیگی کا وعدہ کیا گیا۔ چونکہ پروگرام کی ابتدا میں زیادہ رقم کی آمد متوقع نہیں تھی اس لیے اس سے مارکیٹ کے احساسات کو بھی فائدہ نہیں ہوا۔ حقیقت یہ ہے کہ اسٹیٹ بینک نے اس پروگرام سے قبل پیشگی اقدام کرتے ہوئے اپنے خالص بین الاقوامی ذخائر کو بہتر بنانے کے لیے بین الاقوامی خریداریاں کیں جس سے پاکستانی روپے کی قدر مزید گھٹ گئی۔

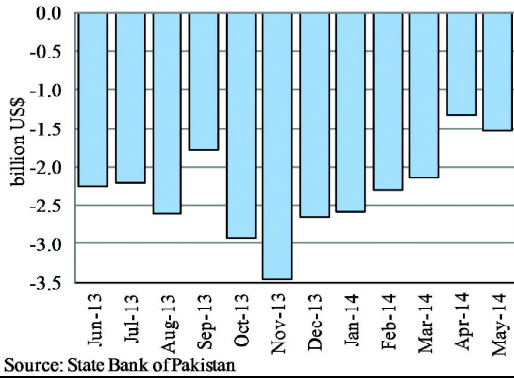
تیل کے بڑے درآمد کنندگان نے اپنی ایل سی کا کچھ حصہ چکاتانے کے لیے کمرشل بینکوں سے زرمبادلہ قرض لیا۔ نتیجتاً جولائی تا نومبر 2013ء میں ایف ای 25 قرضوں کے عوض درآمدی مالکاری میں 357 ملین ڈالر کا اضافہ درج کیا گیا جبکہ گذشتہ برس اسی مدت میں 125 ملین ڈالر کی خالص واپسی ہوئی تھی (شکل 7.12)۔ ان میں زیادہ تر قرضے پی ایس او، پارک اور دیگر آئل ریفاؤنڈرز نے خام تیل اور پٹرولیم کی مصنوعات کی درآمد کے لیے حاصل کیے۔ اس کی وجہ سے ادائیگی کا بوجھ ان قرضوں کی تکمیل میں عاید تک مؤخر ہو گیا اور شرح مبادلہ پر دباؤ گھٹ گیا۔ قرض لینے والوں کو پاکستانی روپے اور امریکی ڈالر کے قرضوں میں شرح سود کے 7.6 فیصدی درجے تفرق (اوسطاً) کا فائدہ ہوا۔ بعد میں ان قرضوں کو پاکستانی روپے کی قیمت میں تیزی سے ہونے والے اضافے سے بھی فائدہ ہوا۔

(ii) دسمبر تا فروری: پاکستانی روپے پر دباؤ میں کمی

آخر نومبر تک آئی ایم ایف کو بھاری ادائیگیاں کردی گئیں تو پاکستان کے توازن ادائیگی کے بارے میں تشویش دسمبر 2013ء میں دور ہو گئی۔ علی الخصوص آئی ایم ایف کو کی جانے والی ادائیگیاں کم تھیں اور آئی ایم ایف کی جانب سے نئی رقم سے ان کی خاصی تلافی ہو گئی۔ دسمبر 2013ء اور فروری 2014ء میں جاری کھاتے میں فاضل رقم سے بیرونی پوزیشن مزید مستحکم ہوئی۔ نتیجے کے طور پر اسٹیٹ بینک کے ذخائر 870 ملین ڈالر بڑھ گئے اور دسمبر تا فروری س 14ء پاکستانی روپے کی قیمت میں 3.5 فیصد کا اضافہ درج کیا گیا۔²⁷ درحقیقت اس

27 دسمبر 2013ء میں اسٹیٹ بینک کے ذخائر 431 ملین ڈالر بڑھ گئے اور جنوری 2014ء میں 299 ملین ڈالر کم ہو گئے۔ فروری 2014ء میں بنیادی طور پر سعودی گرانٹ کی پہلی قسط کی موصولی کی وجہ سے اسٹیٹ بینک کے ذخائر میں 738 ملین ڈالر کا اضافہ درج کیا گیا۔

شکل 7.13: زرمبادلہ کے فارورڈ ریٹیل معاہدوں کی مجموعی لاگت (+) شرٹ پوزیشن (-)



Source: State Bank of Pakistan

اضافے کا بیشتر حصہ دسمبر 2013ء کے مہینے کے دوران ہوا جب پاکستانی روپے کی قیمت 3.0 فیصد بڑھ کر 105.3 روپے فی ڈالر ہو گئی۔ یہ سطح پورے جنوری اور فروری 2014ء کے دوران اوسطاً مستحکم رہی۔ فروری کے تیسرے ہفتے میں پاکستان کو پاکستان ڈولپمنٹ فنڈ کے تحت 1.5 ارب ڈالر گرانٹ کی پہلی قسط ملی۔ اگرچہ اس سے اسٹیٹ بینک کے ذخائر بہتر ہو گئے تاہم بازر مبادلہ کی طرف سے اس طرح تو جنہیں ملی (جیسے دوسری قسط سے ملی، جیسا کہ ذیل میں بتایا گیا ہے)، کیونکہ اس رقم کی آمد کی نوعیت اور ذریعہ عام نہیں کیا گیا تھا۔

(iii) مارچ تا مئی 2014ء: زر مبادلہ کی بھرپور آمد اور

روپے کی قدر میں تیزی سے اضافہ

اس مدت کے دوران خاصی مثبت پیش رفت ہوئی جس سے پاکستان کے بیرونی شعبے میں کافی بہتری آئی:

● مارچ کے پہلے ہفتے کے دوران پاکستان ڈولپمنٹ فنڈ کے تحت دوسری قسط کی وصولی کے بعد جو واقعات پیش آئے ان سے شرح مبادلہ میں عدم انظریر اضافہ ہوا۔ پاکستانی روپیہ صرف تین ایام کار (10 تا 12 مارچ) میں 5.1 فیصد بڑھ گیا۔ قدر میں اس اضافے کا محرک چند بڑے برآمد کنندگان کی گھبراہٹ میں کی گئی زر مبادلہ کی فروخت تھی۔

● اپریل میں پاکستان نے 7 سال کے وقفے کے بعد ریاستی بانڈ جاری کیے اور بین الاقوامی سرمایہ کاروں نے 2 ارب ڈالر اکٹھا کیے۔ اسی مہینے میں حکومت نے تھری جی رفرورجی اسپیکٹرم کے لائسنسوں کی نیلامی کی جس کا طویل عرصے سے انتظار تھا۔ اس سے ملک کے زرمبادلہ کے ذخائر مزید 517 ملین ڈالر بڑھ گئے۔

● مئی میں پاکستان کو عالمی بینک سے ایک ارب ڈالر اور اتحادی سپورٹ فنڈ کی مدد میں مزید 375 ملین ڈالر موصول ہوئے۔

آخری تک شرح مبادلہ کم ہو کر 98.7 ہو گئی جبکہ آخر فروری 2014ء میں 104.9 تھی۔ اگرچہ برآمد کنندگان نے روپے کی قدر میں اضافہ کا خیر مقدم نہیں کیا تاہم دیگر نے اسے مثبت طور پر دیکھا بشمول ان حلقوں کے جو روپے کی قیمت کو اس سطح پر لانے کے حوالے سے شک میں مبتلا تھے۔

جون: ماہ جون میں روپے کی قدر خاصی مستحکم رہی اور اوسطاً 98.6 فی ڈالر کے حساب سے اس کی خرید و فروخت کی گئی۔ جاری کھاتے کا خسارہ ماہانہ اوسط سے کم رہا اور قرض کی ادائیگیاں بھی پست رہیں۔ اس ماہ کے دوران حکومت نے یو بی ایل میں اپنا مزید حصہ فروخت کیا (310 ملین ڈالر) جو زیادہ تر بیرونی سرمایہ کاروں نے خریدا۔ اسٹیٹ بینک کے زرمبادلہ کے ذخائر آخری مئی میں پہلے ہی 8.7 ارب ڈالر تک پہنچ چکے تھے۔ فارورڈ رسواپ میں اسٹیٹ بینک کی مجموعی شرٹ پوزیشن بھی کم ہو کر صرف 1.5 ارب ڈالر رہ گئی جبکہ نومبر 2013ء میں تقریباً 3.5 ارب ڈالر تھی (شکل 7.13)۔

سال کے لیے مجموعی لحاظ سے پاکستانی روپے کی قدر م س 14ء میں 0.9 فیصد بڑھی جبکہ م س 13ء کے دوران اس میں 5.1 فیصد کمی ہوئی تھی۔ پاکستان کی زرمبادلہ پوزیشن میں بہتری اس طرح بھی دیکھی جاسکتی ہے کہ پہلی سہ ماہی کے بعد پاکستان نے آئی ایم ایف کے ساتھ طے کردہ خالص بین الاقوامی ذخائر کے اہداف بآسانی پورے کر لیے (جدول 7.8)۔ بین الینک سے اسٹاپ خریداریوں نے پورے سال اسٹیٹ بینک کے ذخائر بڑھانے میں اہم کردار ادا کیا۔

7.6 تجارتی کھاتہ

ادائیگیوں کے ریکارڈ کے اعداد و شمار کے مطابق م س 14ء میں پاکستان کا تجارتی خسارہ بڑھ کر 16.5 ارب ڈالر ہو گیا جبکہ پچھلے سال 15.4 ارب ڈالر تھا۔ ان اعداد و شمار سے ایشیا کی طبعی نقل و حرکت کے بجائے حقیقی ادائیگی (ایک دو ماہ کی تاخیر سے) کی بنیاد پر کمرشل سودوں کی وضاحت ہوتی ہے۔ بہر حال ہم پاکستان کے تجارتی کھاتے کا بقیہ تجزیہ کسٹم کے اعداد و شمار کی بنیاد پر کرتے ہیں جس میں طبعی نقل و حرکت کی بنیاد پر سودے درج کیے جاتے ہیں (جیسا کہ ماضی کی مطبوعات میں وضاحت کی جا چکی ہے، کسٹم کے اعداد و شمار میں پراڈکٹ کی تفصیلات ہوتی ہیں جو ادائیگیوں کے ریکارڈ میں شامل نہیں ہوتیں)۔

ان اعداد و شمار کے مطابق تجارتی خسارے میں 2.5 فیصد کی معمولی کمی ہوئی کیونکہ دوران سال برآمدات میں اضافہ درآمدات کی نمو سے زیادہ تھا۔ یورپی یونین کی طرف سے جی ایس پی پلس کی حیثیت ملنے سے پاکستان کی برآمدات کو تقویت حاصل ہوئی اور اجناس کی کم قیمتوں سے درآمدی بل کو قابو یوں رکھنے میں مدد ملی۔

مزید گہرائی میں جانے سے قبل پچھلے چند برسوں کی بیرونی تجارت کی کارکردگی کا جائزہ لینا مناسب ہوگا۔ اس سے مندرجہ ذیل نکات سامنے آتے ہیں:

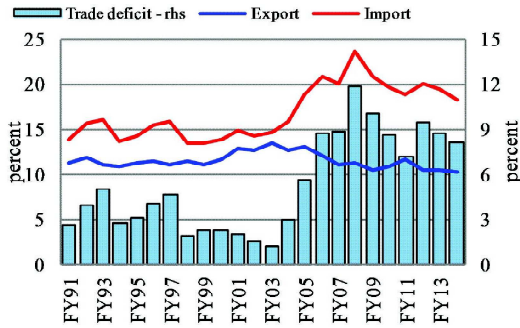
(i) پاکستان کے تجارتی خسارے کی موجودہ سطح م س 06ء سے درآمدات میں تیز اضافے کا نتیجہ ہے۔ اگرچہ برآمدی نمو میں بھی معتدل اضافہ درج کیا گیا تاہم درآمدات کا بڑھنا زیادہ نمایاں تھا۔ مطلق لحاظ سے بھی اور جی ڈی پی کے اعتبار سے بھی (شکل 7.14 الف اور ب)۔ 28 م س 09ء میں عارضی نرمی کے بعد، جب پاکستان آئی ایم ایف کے استحکام پروگرام میں شامل ہوا تو درآمدات میں پھر تیزی آگئی۔ دلچسپ بات یہ ہے کہ اگرچہ جی ڈی پی کے اعداد و شمار سے معیشت میں کساد ظاہر ہوتا ہے تاہم متحرک بے ضابطہ شعبے اور ترسیلات زر میں اضافے کی وجہ سے ملکی طلب مستحکم رہی۔ دوسری جانب بیرونی طلب سست رہی کیونکہ پاکستان کی اہم برآمدی منازل جیسے امریکہ اور یورپی یونین میں کساد بازاری طویل ہو گئی۔ حالیہ برسوں میں تجارتی خساروں میں اضافے کی تشریح کرنے میں طلب میں یہ فرق کلیدی عنصر رہا ہے۔

(ii) بڑھتے ہوئے تجارتی خسارے کا ایک اور سبب پاکستان کے تناسبات تجارت کا بگاڑ ہے۔ جیسا کہ شکل 7.14 ج میں دکھایا گیا ہے، م س 05ء کے بعد اجناس خصوصاً تیل کی عالمی قیمتوں میں اضافے کی بنا پر پاکستانی درآمدات کی اکائی قدر تیزی سے بڑھی ہے۔ جہاں تک برآمدی قیمتوں کا تعلق ہے، م س 11ء کو چھوڑ کر جب کپاس کی قیمتیں ریکارڈ بلندی پر پہنچ گئیں، پاکستانی درآمدات کی قیمتوں میں معمولی اضافہ ہوا۔ ہمارے خیال میں یہ رجحان اس حقیقت کی عکاسی کرتا ہے کہ اوپر جانے کے گھر پورا امکانات کے باوجود پاکستانی برآمد کنندگان برآمدی قدری زنجیر کے نچلے سرے پر پھنسے ہوئے ہیں۔ علاوہ ازیں پست تیل کی بنیاد، تحقیق و ترقی کے فقدان، برانڈ نہ ہونے اور معیار کے مسائل کے باعث بین الاقوامی مارکیٹ میں پاکستانی مصنوعات کو کم نرخ ملتے ہیں۔ اگر قدری زنجیر کی وسعت اور مصنوعات میں نفاست کے حوالے سے نجی شعبہ تحقیق و ترقی پر زیادہ رقم خرچ کرے تو یہ مسائل حل کیے جاسکتے ہیں۔

جدول 7.9: دس کروڑ سے زیادہ آبادی والی ابھرتی ہوئی منڈی کی معیشتوں کی برآمدات و جی ڈی پی * شرح									
فیصد									
	فلپائن	میکسیکو	بھارت	انڈونیشیا	برازیل	پاکستان	تائیوان	بھارت	چین
1990ء	27.5	18.6	6.1	35.3	15.5	8.2	25.3	6.9	14.7
1995ء	36.4	25.2	10.9	35.8	16.7	7.3	26.3	10.7	20.2
2000ء	51.4	26.3	14.0	51.7	13.4	10.0	41.0	12.8	23.3
2005ء	46.1	26.6	16.6	31.7	15.7	15.1	34.1	19.3	37.1
2010ء	34.8	29.9	18.4	24.5	13.5	10.9	24.6	22.0	29.4
2013ء	27.9	31.7	22.8	26.7	12.7	12.6	23.7	24.8	26.4
* ایشیا و خد مات کی برآمدات شکل 7.14 ب میں صرف پاکستان کی ایشیا کی برآمدات بطور فیصد جی ڈی پی دکھائی گئی ہے۔									
ماخذ: ورلڈ ڈویلپمنٹ انڈیکس									

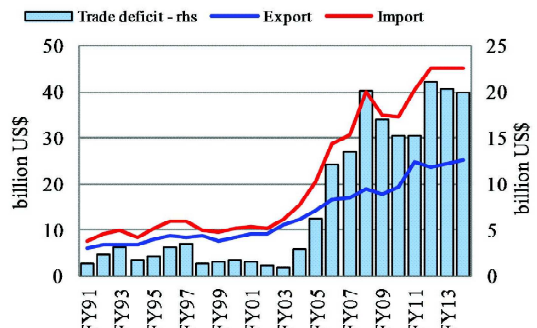
28 تاہم اس سے بظاہر نہیں ہوتا کہ درآمدی نفوذ میں اضافہ ہوا ہے۔ درآمدی نفوذ سے مراد مجموعی ملکی طلب اور مجموعی قومی آمدنی کے لحاظ سے درآمدات ہیں۔ سرکاری شماریات کے مطابق اس میں زوال کارخانہ ہے (اس کا ذکر آگے آئے گا)۔

شکل 7.14 ب: پاکستان کی تجارتی کارکردگی (بطور فیصد جی ڈی پی)



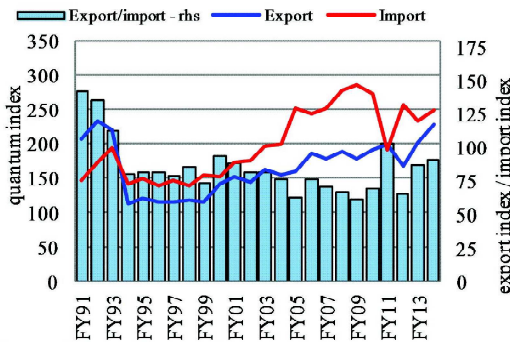
Source: Pakistan Bureau of Statistics

شکل 7.14 الف: پاکستان کا تجارتی حجم (بطور فیصد جی ڈی پی)



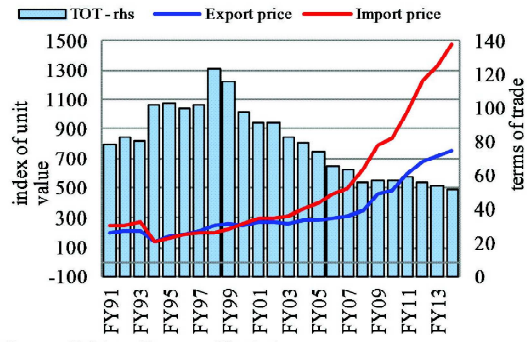
Source: Pakistan Bureau of Statistics

شکل 7.14 د: درآمدات و درآمدات کے مقدر اشاریے



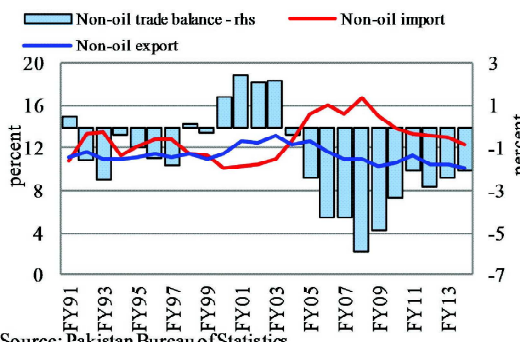
Source: Pakistan Bureau of Statistics

شکل 7.14 ج: پاکستان کے تناسب تجارت



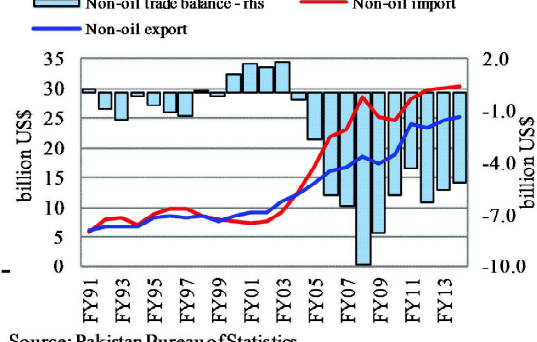
Source: Pakistan Bureau of Statistics

شکل 7.14 و: پاکستان کی غیر تیل تجارت کا حجم (بطور فیصد جی ڈی پی)



Source: Pakistan Bureau of Statistics

شکل 7.14 ہ: پاکستان کی غیر تیل تجارت کا حجم

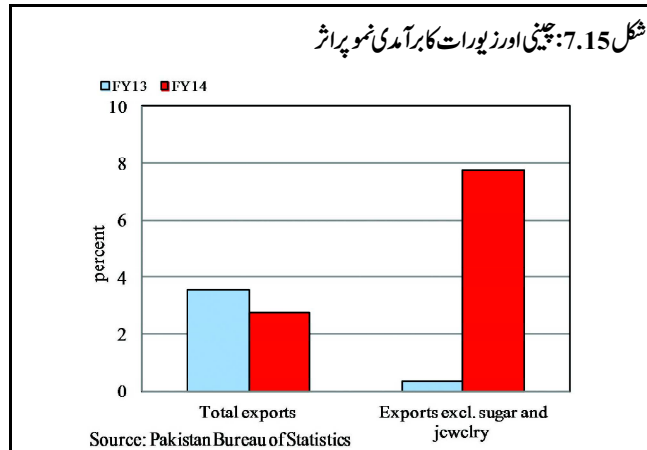


Source: Pakistan Bureau of Statistics

(iii) مقدار کار رجحان بھی مختلف نہ تھا۔ م 05ء سے درآمدات برآمدات سے تجاوز کرتی رہیں۔ اس ایک واضح وجہ پاکستان کی توانائی کی بڑھتی ہوئی ضروریات ہیں۔ جیسا کہ پہلے کہا گیا، مقامی معیشت اور پاکستان کی برآمدی منڈیوں میں طلب کا مختلف انداز اس رجحان کی تشریح کر سکتا ہے۔ مزید یہ کہ محدود ہائیڈرو پاور اور گیس کے کم ہوتے ہوئے ذخائر کی وجہ سے درآمد شدہ تیل پر پاکستان کا انحصار بڑھ گیا ہے۔ بہر کیف یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ م 04ء کے بعد پاکستان تیل کے علاوہ دیگر تجارت میں بھی خسارے میں جا رہا ہے۔

(iv) شاید سب سے پریشان کن رجحان پاکستان کی برآمدات اور جی ڈی پی کے تناسب میں مسلسل کمی ہے۔ پاکستان اپنے ساز کے دیگر ترقی پذیر ممالک کی نسبت پست ترین

جدول 7.10: کلیدی ایشیا کی مقدار برآمد						
شرح نمو	مطلق مقداریں			اکائی		
	م 13ء	م 14ء	م 12ء			
-1.0	668	674	953	000 میٹرک ٹن	باستی چاول	
12.4	3,073	2,734	2,677	000 میٹرک ٹن	غیر باستی چاول	
9.2	151	139	132	000 میٹرک ٹن	مچھلی	
9.1	784	718	737	000 میٹرک ٹن	پھل	
-39.2	647	1,064	49	000 میٹرک ٹن	چینی	
17.0	74	63	56	000 میٹرک ٹن	گوشت	
24.1	115	93	257	000 میٹرک ٹن	روٹی	
-10.1	663	738	576	000 میٹرک ٹن	سوتی دھاگہ	
14.0	2,464	2,161	2,067	ملین مربع میٹر	سوتی کپڑے	
11.9	109,564	97,920	98,674	000 درجن	سُتے ہوئے کپڑے	
20.3	317	264	249	000 میٹرک ٹن	چادریں تکینہ غلاف	
-0.2	170	170	146	000 میٹرک ٹن	تولے	
6.8	28,884	27,047	24,855	000 درجن	تیارگارمنٹس	
8.7	3,278	3,016	3,284	000 مربع میٹر	قالین مردی	
44.8	4,299	2,969	3,222	000 درجن	فٹ بالیں	
4.0	28,452	27,367	24,987	000 مربع میٹر	کمایا ہوا چمڑا	
44.4	1,356	939	868	000 درجن	چرمی گارمنٹس	
42.7	7,868	5,515	5,300	000 درجن	چرمی گلوبس	
29.8	7,460	5,746	6,383	000 جوڑے	چرمی چپلیں جوتے	
17.7	8,158	6,933	5,874	000 جوڑے	دیگر چپلیں جوتے	
11.1	1,999	1,800	1,484	000 تعداد	برقی پنکھے	
-1.6	8,759	8,905	8,748	000 میٹرک ٹن	سینٹ	



برآمدات و جی ڈی پی تناسب رکھتا ہے (جدول 7.9)۔ اس سے ظاہر ہے پاکستان کے اجناس پیدا کرنے والے شعبے توانائی کی قلت اور ناقص امن وامان کی وجہ سے، جس نے معیشت کی ترقی کو محدود کر دیا ہے، قابل برآمد فاضل پیدا کرنے کے سلسلے میں مشکلات کا شکار ہیں۔ دیگر عوامل جو بین الاقوامی منڈی میں ملک کی مسابقت کو نقصان پہنچا رہے ہیں ان میں تغیر پذیر گرانی، سرکاری سرمایہ کاری کا فقدان، سرکاری شعبے کی ناقص کارکردگی اور پاکستانی برآمد کنندگان میں کاروباریت کا فقدان ہے۔

برآمدات

م 14ء کے دوران پاکستان کی برآمدات کی کارکردگی معتدل رہی۔ مجموعی

13ء میں 3.5 فیصد ترقی م 14ء میں کم ہو کر صرف 2.7 فیصد رہ گئی۔ رفتار میں اس کی تشریح بنیادی طور پر عوامل سے کی گئی: چینی کی برآمد کی تخفیف شدہ حد جو حکومت نے منتعین کی اور سونے کی درآمدات کو روکنے کی پالیسی جس سے دوران سال زیورات کی برآمدات کم ہو گئیں۔²⁹ ان دو عوامل کو چھوڑ کر برآمدات کی نمو میں پچھلے سال کی نسبت خاصی بہتری

²⁹ م 13ء میں پہلی سہ ماہی کے دوران دیٹی میں زیورات (سونا) میں عارضی تیزی آئی۔ پاکستانی جوہریوں نے اپنے سونے کے اسٹاک آف لوڈ کر دیے اور بھاری مقدار میں زیورات امارات برآمد کیے۔ جب یہ وقتی تیزی ختم ہوئی تو زیورات کی برآمد معمول پر لوٹ آئی۔ م 13ء واحد سال تھا جب زیورات کی برآمدات ایک ارب ڈالر سے تجاوز گئی۔

جدول 7.11: اہداف اور مہ 13ء کی سطح کے مقابلے میں برآمدی قدریں							
ملین ڈالر							
	مہ 14ء اہداف	مہ 14ء تخمینہ	مہ 13ء اصل	مہ 14ء اہداف	مہ 14ء تخمینہ	مہ 13ء اصل	
غذا	3,348.0	4,623.9	4,762.0	تولیے	839.1	767.3	769.6
چاول	1,998.1	2,162.9	1,922.4	ریڈی میڈ	1,919.1	1,955.6	1,799.6
چینی	دستیاب نہیں	286.8	528.8	آرٹ، سک	417.7	383.5	405.7
مچھلی	346.1	367.5	317.7	میڈاپ	629.1	666.9	598.6
گوشت	39.4	230.2	211.1	دیگر	447.7	467.6	379.4
ٹیکسٹائل	13,167.9	13,738.7	13,047.6	پٹرولیم	0	721.4	28.3
کیاس	154.5	205.1	153.9	کیلیوں کا سامان	337.4	358.0	334.2
سونے دھاگہ	2,375.8	1,990.5	2,253.0	چرمی ایشیا	569.2	621.5	561.3
سونے کپڑا	2869	2773.6	2689.8	سینٹ	494.2	509.5	577.4
سُنے ہوئے کپڑے	2,108.9	2,258.1	2,043.0	انجینئرنگ	291.9	321.1	290.4
چادریں ٹیکسٹائل	1854.6	2,138.6	1785.4	زیورات	892.4	324.5	1,177.5

ماخذ: پاکستان دفتر شماریات اور منصوبہ بندی کمیشن

دکھائی دیتی ہے (شکل 7.15)۔ مقدار کے لحاظ سے سُنے ہوئے لمبوسات، چادریں اور ٹیکسٹائل، فیبرکس اور چمڑے کی مصنوعات کی برآمدات مستحکم رہیں (جدول 7.10)۔ قدر کے لحاظ سے مہ 14ء میں بیشتر برآمدی زمروں میں بلند نمودرج کی گئی جو اپنے اپنے اہداف سے تجاوز کر گئے (جدول 7.11)۔ جیسا کہ ذیل میں کہا گیا، یہ بہتری یورپی یونین کی جانب سے جی ایس پی پلس دیے جانے کا نتیجہ معلوم ہوتی ہے۔

غذائی برآمدات: مثبت رجحانات دیکھے گئے لیکن چینی نے معاملات بگاڑ دیے

مہ 14ء میں مجموعی غذائی برآمدات میں بنیادی طور پر چینی کی برآمدات میں یکدم کمی کے باعث زوال درج کیا گیا۔ دیگر ایشیا جیسے چاول، مچھلی اور گوشت میں دوران سال بھر پور اضافہ دیکھنے میں آیا۔ چاول میں اضافہ بنیادی طور پر غیر باسستی اقسام کی افریقی ممالک میں مستحکم طلب کی وجہ سے ہوا (جدول 7.12)۔ چین جو پاکستان کی برآمدات کا اہم وصول کنندہ ہوا کرتا تھا اس کی چاول کی درآمدات میں کمی آئی کیونکہ اس نے مقامی پیداوار کو بڑھایا۔³⁰ اس کی جگہ کینیا نے لی جس نے اس سال پاکستان سے 400 ہزار ٹن سے زائد چاول درآمد کیا، گویا گذشتہ برس کی نسبت 47.6 فیصد کمی ہوئی۔ تاہم یہ اضافہ ناپائیدار ہو سکتا ہے: کینیا کی حکومت نے یکم جولائی 2014ء سے پاکستانی چاول پر ٹیرف بڑھا دیا ہے۔³¹ حقیقت یہ ہے کہ مہ 14ء میں نمو کے ایک حصے کی تشریح اس امر سے ہو سکتی ہے کہ کینیا کی درآمد کنندگان نے ٹیرف کے مؤثر ہونے سے پہلے پاکستانی چاول کی بھاری مقدار خریدی۔

جہاں تک باسستی چاول کا تعلق ہے، مہ 12ء اور مہ 13ء میں کمی کے اندراج کے بعد مہ 14ء میں باسستی کی برآمدات میں کچھ استحکام آیا جس کا سبب بلند کائی قیمتیں ہیں۔ تاہم مقدار میں کمی پچھلے سال کے مقابلے میں خاصی کم تھی کیونکہ دوران سال خلیج تعاون کونسل اور یورپی یونین کی جانب سے طلب زیادہ مستحکم تھی: مہ 14ء کے دوران بھارتی باسستی کی قیمت میں یکدم اضافے نے کچھ آرڈر پاکستان کی طرف منتقل کر دیے۔ مستقبل میں باسستی کی برآمدات دباؤ میں ہو سکتی ہیں کیونکہ مہ 14ء میں جو مسابقتی برتری اسے حاصل تھی وہ ممکن ہے دیر پا نہ ہو: مہ 14ء کی چوتھی سہ ماہی اور اس کے بعد بھارتی باسستی کی قیمت بین الاقوامی منڈی میں کچھ نرم پڑنا شروع ہوئی ہے کیونکہ ایران نے معیار کے حوالے سے اپنی مانگ میں کمی کی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ بھارتی باسستی کی قیمتوں پر دباؤ کا سبب ایران سے مستحکم طلب تھی کیونکہ ایران بھارت کے ساتھ روپے کی ادائیگی کے نظام کے تحت تیل کے عوض چاول خریدتا ہے۔^{32, 33}

30 اقوام متحدہ کے ادارہ برائے خوراک و زراعت کا تخمینہ ہے کہ چین میں دھان کی پیداوار لگ بھگ 207.4 ملین ٹن ہے جو پچھلے سال سے 2 فیصد زیادہ ہے۔ یہ اضافہ بلند کاشت اور سازگار موسم کی وجہ سے ہوا۔

31 کینیا نے پاکستانی چاول (لمبے دانوں والا سفید) کی درآمد پر ٹیرف کی شرح 35 فیصد سے بڑھا کر 75 فیصد کر دی ہے۔

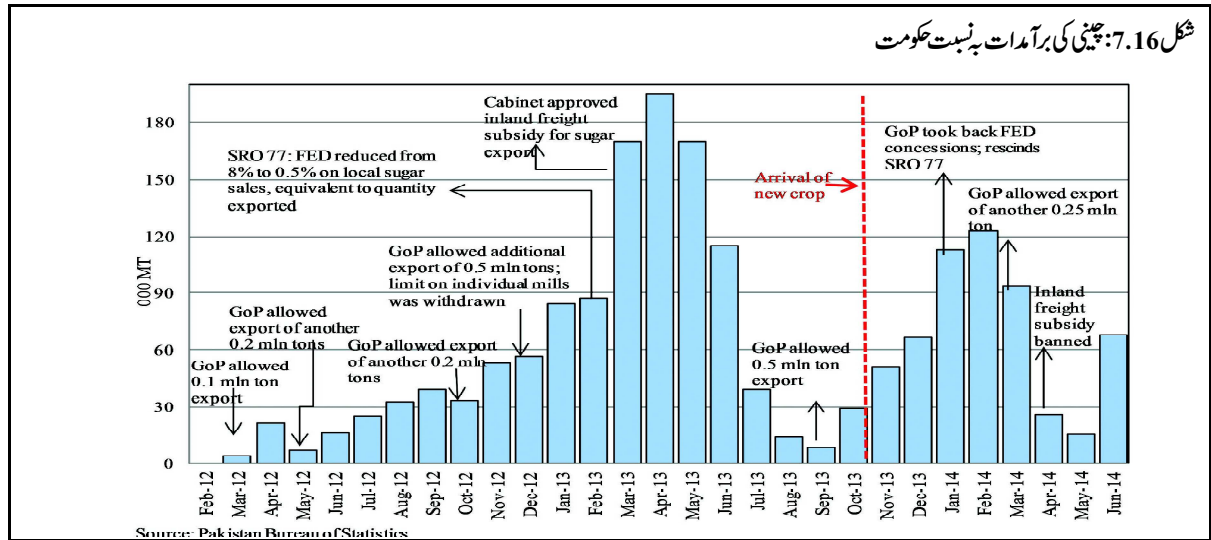
32 بھارتی باسستی کی برآمدی اکائی قیمت مہ 14ء میں بڑھ کر 1367 ڈالر فی میٹرک ٹن ہو گئی جبکہ مہ 13ء میں 1145 ڈالر فی میٹرک ٹن تھی، اس طرح 19 فیصد سال بسال نمو ہوئی (ماخذ: زرعی اور تیار کردہ غذائی مصنوعات کی ترقی کا ادارہ - ایڈیا)۔

33 جولائی تا مارچ مہ 14ء کے دوران بھارتی باسستی کی ایران کو برآمد میں 14.4 فیصد سال بسال اضافہ ہوا۔ تاہم آخری سہ ماہی میں جب ایران نے کیمائی آلودگی کے سخت پیمانوں اور معیار سے عدم اطمینان کے باعث بھارتی باسستی کی طلب کم کر دی تو اس برآمد کی رفتار کم ہو گئی۔ نتیجتاً مہ 14ء کی چوتھی سہ ماہی میں ایران کو بھارتی باسستی کی برآمد میں 44.0 فیصد سال بسال کمی کی درج کی گئی (ماخذ: ایڈیا)۔

جدول 7.12: چاول کی مقدار کی برآمد (اہم وصول کنندہ ممالک)						
000 میٹرک ٹن						
باستی (مجموعی)			غیر باستی (ٹوٹا نہیں)			
سال بسال نمو	م 14ء	م 13ء	سال بسال نمو	م 14ء	م 13ء	
0.0	613.7	613.9	مجموعی	14.1	2275.8	1994.1
25.7	142.5	113.4	متحدہ عرب امارات	47.6	405.8	274.9
-6.6	56.7	60.7	عمان	-31.3	243.5	354.4
27.2	55.8	43.9	یمن	122.1	231.1	104.0
0.9	54.3	53.8	سعودی عرب	2.4	136.3	133.1
4.8	39.9	38.0	برطانیہ	0.3	133.2	132.7
265.4	21.6	5.9	بھیم	152.9	102.3	40.5
16.9	21.6	18.5	امریکہ	17.6	93.7	79.7
3.6	17.9	17.2	قطر	15.8	92.1	79.5
5.5	17.0	16.1	ملائیشیا	17.2	78.4	66.8
19.9	16.7	13.9	بحرین	10.6	77.1	69.7

ماخذ: پاکستان دفتر شماریات

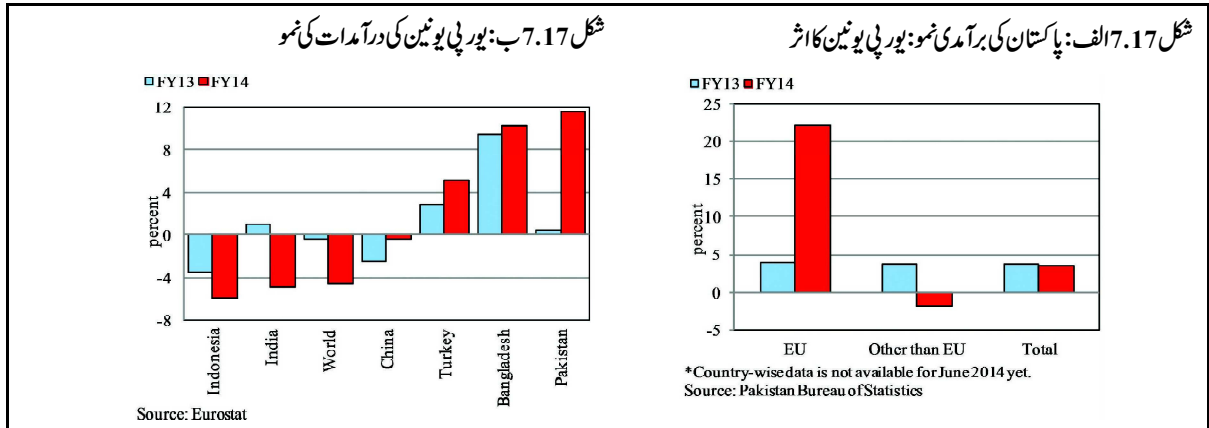
سرکاری پالیسی میں تبدیلی کی وجہ سے م 14ء میں چینی کی برآمدات کم ہوئیں۔ مسلسل تیسرے برس تخمینے کے مطابق چینی کی فاضل مقدار کے باوجود حکومت نے چینی کی ملوں میں دستیاب کم اسٹاک کے پیش نظر م 13ء میں برآمد کی حد م 13ء میں 1.2 ملین ٹن سے گھٹا کر م 14ء میں 0.75 ٹن کر دی۔³⁴ علاوہ ازیں حکومت نے وہ ترغیبات بھی واپس لے لیں جو اس نے گذشتہ برس دی تھیں جن میں ایف ای ڈی میں کمی اور چینی کے برآمد کنندگان کو ان لینڈ فریٹ سبسڈی دینا شامل ہے (شکل 7.16)۔



جی ایس پی پلس سے م 14ء میں برآمدات کو فائدہ پہنچا
 م 14ء کے دوران پاکستانی برآمدات کا تمام اضافہ یورپی یونین کی وجہ سے ہوا (شکل 7.17 الف)۔ پاکستانی برآمدات کے 10 سب سے بڑے وصول کنندگان میں یورپی یونین کے چھ ممالک شامل تھے۔۔۔ برطانیہ، جرمنی، اٹلی، اسپین، نیدر لینڈ اور فرانس۔ پچھلے سال ان ممالک کو برآمد یا تو کم ہو گئی تھی یا اس میں معمولی اضافہ درج کیا گیا تھا۔

بحیثیت مجموعی یورپی یونین میں طلب بڑھی لیکن زیادہ تر باہمی تجارت سے پوری ہو گئی۔ م 14ء کے دوران یورپی یونین کے باہر سے درآمدات میں کمی درج کی گئی (شکل

³⁴ پاکستانی شوگر ملز ایسوسی ایشن کے مطابق م 14ء کے سیزن کے آغاز میں مقامی ملوں کے پاس صرف 0.8 ملین میٹرک ٹن چینی کا اسٹاک تھا جبکہ م 13ء کے سیزن کے شروع میں 1.4 ملین میٹرک ٹن دستیاب تھی۔

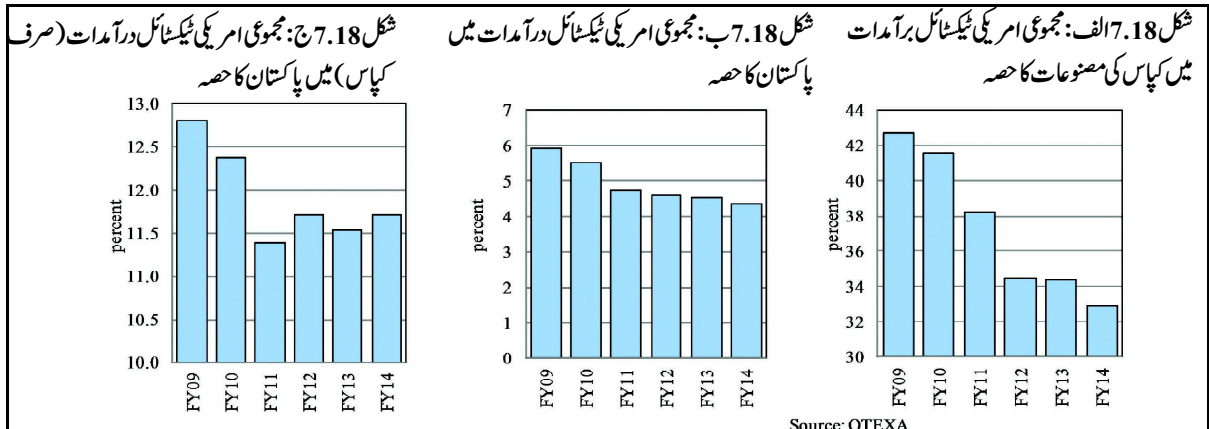


7.17 ب)۔ تاہم محسوس ہوتا ہے کہ پارٹنر ممالک کے درمیان کچھ رد و بدل ہوا: چین اور بھارت سے یورپی یونین کی درآمدات کم ہوئیں اور پاکستان، بنگلہ دیش اور ترکی سے درآمدات میں اضافہ ہوا۔ دلچسپ امر یہ ہے کہ ان تینوں ملکوں کو یورپی یونین کی منڈی تک خصوصی رسائی سے فائدہ پہنچا: بنگلہ دیش کو جی ایس پی ایس کے تحت سب کچھ مساوائے اسٹیٹ (EBA) سہولت دی گئی ہے، ترکی کو یورپی یونین کے تحت صفر ٹیرف کی پیشکش کی گئی جبکہ پاکستان کے پاس جی ایس پی ایس کا انتظام ہے۔ پاکستان جنوری 2014ء میں اس گروپ میں شامل ہوا لیکن اس کا اثر 2013ء کے وسط سے محسوس کیا جا رہا تھا کیونکہ یورپی درآمد کنندگان نے پاکستانی تاجروں سے روابط استوار کرنا شروع کر دیے تھے۔

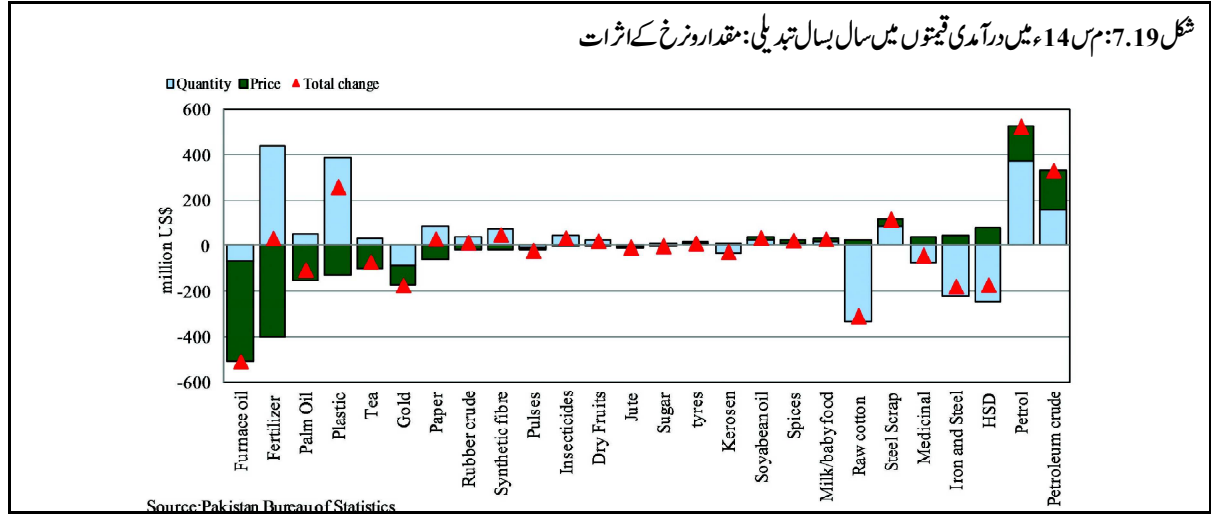
پاکستان امریکی ٹیکسٹائل مارکیٹ کھول رہا ہے

امریکی مارکیٹ پاکستانی ٹیکسٹائل برآمد کنندگان کے ہاتھوں سے نکلی جا رہی ہے۔ بنیادی وجہ امریکی صارفین کی بدلتی ترجیح ہے جو کپاس سے انسانی ساختہ ریشوں کی طرف منتقل ہو رہی ہے۔ بدقسمتی سے پاکستانی تیار کنندگان نے خود کو نئے حالات کے مطابق نہیں ڈھالا، وہ کپاس پر بہت زیادہ انحصار کرتے ہیں اور وہ ترکیبی مصنوعات برائے نام تیار کرتے ہیں۔ کپاس کی مصنوعات میں بھی پاکستانی تیار کنندگان حالیہ برسوں میں بمشکل اپنی مارکیٹ قائم رکھ سکے ہیں (شکل 7.18)۔ بھاری مقدار میں پیداوار دینے والے ممالک جیسے چین اور بھارت، اور نسبتاً نووارد ممالک جیسے بنگلہ دیش، ویت نام اور کمبوڈیا امریکہ کی نان کٹن ٹیکسٹائل مارکیٹ میں تیزی سے قدم جما رہے ہیں۔ ڈاؤن اسٹیم پیٹروکیمیکل مصنوعات میں، جو ترکیبی ریش بنانے کے لیے درکار ہوتی ہیں، چین اور بھارت تو خود کفیل ہیں مگر دوسرے ایشیائی ممالک کو درآمد شدہ خام مال پر بہت انحصار کرنا پڑتا ہے۔ پاکستان میں خام کپاس کی وافر دستیابی اور اس شعبے میں بھرپور منافع برآمد کنندگان کو ترکیبی ریشوں کی مارکیٹ میں قدم رکھنے کی ترغیب نہیں دیتا۔ ایک اور عنصر جو دلچسپی کے اس فقدان کی تشریح کرتا ہے یہ ہے کہ برسوں سے سرکاری پالیسی نے پولیسٹرا سٹینپل فابر صنعت کو بہت تحفظ دے رکھا ہے۔

پاکستانی برآمد کنندگان کو اس سال ایک اور دھچکا یہ لگا کہ والٹ ڈزنی کارپوریشن نے پاکستان کے پیداواری اداروں میں غیر محفوظ لیبر حالات کی بنیاد پر آرڈر منسوخ کر دیے۔ خدشہ ہے کہ اگر اس سلسلے میں تلافی کے لیے اقدامات نہ کیے گئے تو امریکی خریدار جیسے نیکے، جے سی پی، اسٹراس، گیپ وغیرہ بھی والٹ ڈزنی کی تقلید کر سکتے ہیں۔



شکل 7.19: م س 14ء میں درآمدی قیمتوں میں سال بسال تبدیلی: مقدار و نرخ کے اثرات



Source: Pakistan Bureau of Statistics

چوتھی سہ ماہی مایوس کن رہی

سال کے پہلے نو ماہ میں درآمدی نمو کی تیزی چوتھی سہ ماہی میں برقرار نہ رہ سکی۔ اپریل تا جون م س 14ء کے دوران برآمدات میں کمی آئی جس کی عکاسی کسٹم اور ادائیگی کے ریکارڈ کے اعداد و شمار دونوں سے ہوتی ہے۔ یہ کمی وسیع البینا تھی: چاول کی برآمد، ٹیکسٹائل، زیورات، سیمنٹ، پلاسٹک اور چینی پچھلے سال کی اسی مدت کے مقابلے میں پیچھے رہے۔ سیمنٹ، زیورات اور چینی میں پورے م س 14ء کے دوران سال بسال کی درج کی گئی تاہم ٹیکسٹائل اور چاول کی کمی تیشویشناک ہے۔ جیسا کہ پہلے ذکر کیا گیا، بھارتی باہمی کی قیمتوں نے پھر مسابقتی برتری حاصل کرنا شروع کر دی ہے جس سے پاکستان کی چاول کی برآمدات کو نقصان پہنچ سکتا ہے۔ ٹیکسٹائل کے اندر برآمدات میں کمی زیادہ تر سوتی دھاگے میں مرکوز رہی۔ چین کی طلب کم رہی کیونکہ گذشتہ برسوں میں بھاری مقدار میں درآمدات نے مال نامے کو بہت بڑھا دیا۔ حوصلہ افزا امر یہ ہے کہ چوتھی سہ ماہی میں بنے ہوئے ملبوسات، چادروں اور تولیے کی برآمدات میں بدستور اضافہ درج کیا جاتا رہا۔

پاکستان کی برآمدات میں کمی پاکستانی روپے کی قیمت میں یکدم اضافے کے ساتھ ہوئی³⁵ لیکن بظاہر ان دونوں میں علی تعلق معلوم نہیں ہوتا کیونکہ برآمدی آرڈر کی بٹنگ عموماً 3 ماہ سے 6 ماہ پیشگی ہوتی ہے۔ تاہم یہ ممکن ہے کہ م س 15ء میں جب پاکستانی روپے کی قدر میں اضافے کے مضمرات سامنے آئیں تو نئے برآمدی آرڈر متاثر ہوں۔

درآمدات

پاکستان کا درآمدی بل مسلسل دوسرے سال محدود رہا جس کا بڑا سبب اجناس کی نرم قیمتیں، سونے اور پرانی کاروں کی درآمد پر پابندیاں³⁶ اور فولاد کے شعبے میں درآمدی تبدیلی تھا (دوسرا باب)۔ م س 14ء میں مجموعی درآمدات صرف 0.4 فیصد بڑھیں جبکہ پچھلے سال 0.1 فیصد نمو ہوئی تھی۔

اجناس کی کم قیمتوں سے مدد ملی

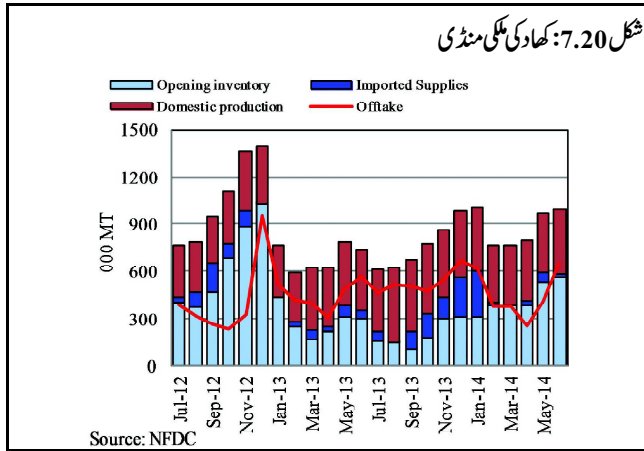
م س 14ء کے دوران درآمدی نمو کو قابو میں ایک اہم عامل اکانی قیمتوں خصوصاً کھاد، پام آئل اور فرنس آئل کے نرخوں میں کمی تھی (شکل 7.19)۔ فرنس آئل کے معاملے میں ریٹائننگ کے کم مارجن کا عالمی قیمتوں پر بہت اثر ہوا۔³⁷ یہ مارجن چین، سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، کویت اور عمان میں استعداد کی توسیع اور یورپ اور چین میں طلب کی سست رفتاری سے متاثر ہوئے۔ قلیل تاوسط مدت میں طلب و رسد کے حالات کے پیش نظر توسیع کے دیگر منصوبے کچھ عرصے کے لیے ملتوی کر دیے گئے ہیں۔³⁸ اگرچہ تجربیہ کاران

35 مئی 2014ء سے بین الاقوامی بازار میں کپاس اور چاول کی قیمتیں بھی کم ہو گئیں لیکن م س 14ء کی چوتھی سہ ماہی میں پاکستانی برآمدات کی قدر پر ان کا اثر کافی محدود رہا۔

36 جنوری 2014ء اور اس کے بعد حکومت نے بھارت کو اسٹیل کورکنے کے لیے ملک میں سونے کی درآمد پر پابندی لگادی (تفصیلات کے لیے دیکھئے تیسری سہ ماہی رپورٹ برائے 2013-14ء)۔ حکومت نے درآمد شدہ گاڑیوں کی عمر کی حد بھی دسمبر 2012ء کو 5 سال سے گھٹا کر 3 سال کر دی۔

37 ریٹائننگ مارجن سے مراد ریٹائننگ کی پیدا کردہ بل کی مصنوعات کی قیمت اور خام تیل، جس سے یہ مصنوعات تیار کی جاتی ہیں، کی قیمت کے درمیان فرق ہے۔ اس مارجن کا انحصار خام تیل کی قیمت اور ریٹائننگ مصنوعات کے طلب و رسد کے فرق پر ہوتا ہے۔

38 مثال کے طور پر برٹش پٹرولیم نے چین میں دو لاکھ ہیرل یومیہ کی ریٹائننگ میں سرمایہ کاری کا منصوبہ ترک کر دیا ہے۔ اسی طرح ہیرو چائنا نے چھ لاکھ ہیرل یومیہ کی موجودہ گھاس کے توسیعی منصوبوں میں کمی کی ہے۔



کٹوتیوں کو مستقبل میں مارجن کا دباؤ کم کرنے کے اشارے کے طور پر دیکھتے ہیں تاہم انہیں توقع ہے کہ ماس 15ء میں عالمی ریفاؤنڈنگ مارکیٹ میں رسد ضرورت سے زیادہ رہے گی۔ جہاں تک فرنس آئل کی ملکی طلب کا تعلق ہے، وہ تھریل پاور پیداوار کے لیے قدرتی گیس کی محدود دستیابی کی وجہ سے مستحکم رہی۔ اضافی طلب بلند مقامی پیداوار سے پوری کی گئی کیونکہ نقد کے مناسب بہاؤ نے ملکی ریفاؤنڈنگ یوں کو اپنی استعداد کے استعمال میں اضافے کے قابل بنا دیا۔

ماس 14ء میں کھاد کی عالمی منڈی میں رسد ضرورت سے زیادہ رہی اور مستقبل قریب میں بھی ایسا ہی رہنے کا امکان ہے کیونکہ بھارت، برازیل اور امریکہ جیسے صف اول کے درآمد کنندگان خود انحصاری کے حصول کے لیے بھاری سرمایہ

کاری کر رہے ہیں۔³⁹ ایک اضافی عنصر جس نے کھاد کی قیمت گھٹانے میں مدد دی کوئلے کا نرخ تھا جو چین میں کھاد کی پیداوار میں استعمال ہونے والا اہم جز ہے۔⁴⁰ جہاں تک ملکی طلب کا تعلق ہے، وہ ماس 14ء میں گذشتہ برس کے مقابلے میں پست مال نامے اور قدرے بلند اوسط ماہانہ استعمال کے باعث بلند رہی (شکل 7.20)۔ تاہم مجموعی طور پر پست اکائی قیمتوں نے درآمد شدہ کھاد کی مقدار میں اضافے کا اثر زائل کر دیا۔

جہاں تک پام آئل کا تعلق ہے امریکہ میں سویا بین کی شاندار فصل اور ملائیشیا اور انڈونیشیا میں پاپونیل مینڈریٹ کے مکمل نفاذ میں تاخیر کو پست عالمی قیمتوں کا سبب بنایا گیا۔⁴¹ گذشتہ برس کے دوران پاکستان کی درآمدی مقدار معمولی سی بڑھی جس کا بڑا سبب یہ تھا کہ مقامی ریفاؤنڈنگ یوں کے پاس پچھلے سال کا مال نامہ وافر مقدار میں دستیاب تھا۔

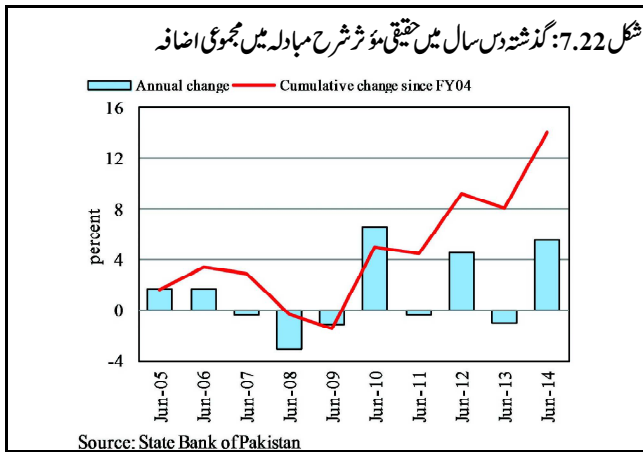
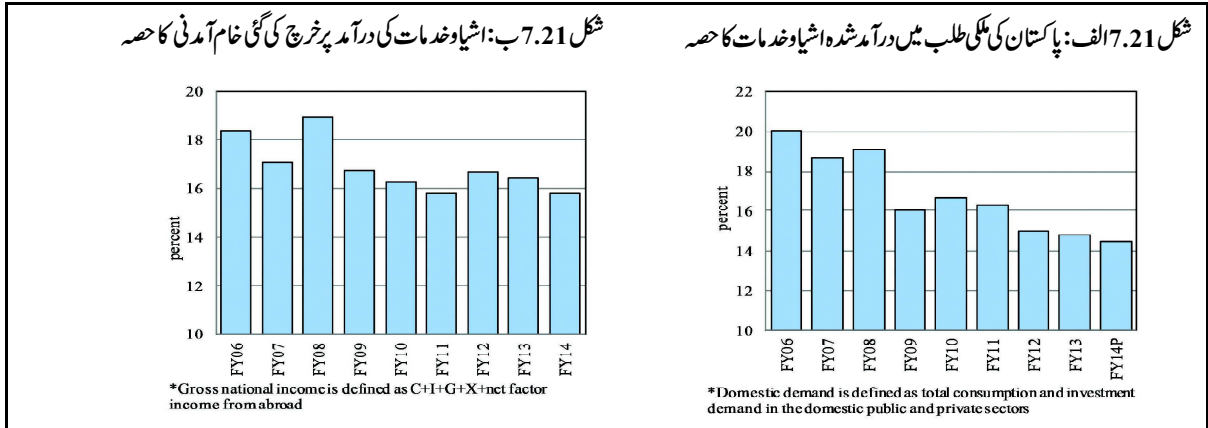
39 ان علاقوں میں توسیعی منصوبوں کا محرک زیادہ تر امریکہ میں شیل گیس کے ذخائر کے استعمال میں اضافہ، بھارت میں سرکاری ترغیبات اور برازیل میں گیس کے نئے ذخائر کی دریافت ہے۔

40 ماس 14ء میں چین سے 70 فیصد سے زائد یورپ یا پاکستان میں درآمد ہوا۔ چین میں یوریا کی لگ بھگ 76 فیصد پیداوار میں کوئلے کو لیٹورائیٹ سٹاک استعمال کیا جاتا ہے۔

41 ملائیشیا کو 95 فیصد ڈیزل پٹرولیم میں پام منیٹھائل ایسٹر کی 5 فیصد پلینڈنگ کا مینڈریٹ دیا گیا۔ اس فی فائو مینڈریٹ کے آخر جولائی 2014ء تک ملائیشیا میں پورے طور پر نافذ ہونے کی توقع تھی لیکن پلینڈنگ کی ہولٹوں کی تخصیص میں تاخیر کی وجہ سے منصوبہ وقت پر پورا نہ ہوا۔ اسی طرح انڈونیشیا نے فرانسپورٹ کے لیے استعمال ہونے والے ڈیزل اینڈین میں کم از کم حیاتیاتی مقدار کی حد بڑھا کر 10 فیصد کر دی جو پہلے 3 سے 10 فیصد تھی۔ بجلی کی صنعت کے لیے اس نے کم از کم مقدار گنی کر کے 20 فیصد کر دی۔ تاہم انڈونیشیا بھی ڈھانچے جاتی اور نقل و حمل کے مسائل کی وجہ سے ہدف پورا نہ کر سکا۔ اس طرح دونوں ممالک (جن کا پام آئل کی عالمی پیداوار میں 95 فیصد حصہ ہے) ملکی صرف نہ بڑھ سکے جو اس جنس کی توقع سے کم قیمت کا اہم ترین سبب تھا۔

کیا درآمدی نفوذ کم ہوا ہے؟

کلاں (macro) سطح پر یہ معلوم ہوتا ہے کہ گذشتہ چند برسوں میں پاکستانی درآمدات سے ہٹ کر مقامی طور پر تیار کردہ اشیا (اور خدمات) کی طرف راغب ہوئے ہیں۔ جیسا کہ شکل 7.21 الف میں دکھایا گیا ہے، مجموعی ملکی طلب میں (حقیقی) درآمدات کا حصہ پچھلے چار برسوں سے گھٹ رہا ہے: م س 14ء میں ملکی طلب کا لگ بھگ 14.5 فیصد درآمدات سے پورا ہوا جبکہ م س 06ء میں یہ حصہ 20.1 فیصد تھا۔ اشیا و خدمات کی درآمد پر خرچ ہونے والی قومی آمدنی کا حصہ بھی پچھلے دو سال میں گھٹ گیا ہے (شکل 7.21 ب)۔



صنعتی شعبے میں استعداد کی توسیع اور م س 14ء کے دوران توانائی کی دستیابی میں کچھ بہتری سے اس رجحان کی مکمل تشریح ہوتی ہے۔ تاہم ہم اس رجحان کو تشکیک کے ساتھ دیکھتے ہیں۔ اول تو پاکستانی روپے کی قیمت میں مسلسل حقیقی اضافے کے پیش نظر یہ رجحان اس بنا پر حیرت انگیز ہے: گذشتہ 10 برسوں کے دوران حقیقی مؤثر شرح مبادلہ تقریباً 14.0 فیصد بڑھی جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ درآمد شدہ اشیا مقامی طور پر تیار کردہ اشیا کے مقابلے میں سستی ہو گئی ہیں (شکل 7.22)۔

دوم، ہم سمجھتے ہیں کہ بے ضابطہ تجارت بڑھ رہی ہے اور صارفین اشیا اور خام مال کا بھاری حجم ملک میں اسمگل کیا جا رہا ہے۔ ذاتی نگہداشت کا سامان، سگریٹ، چائے، ربڑ کے ٹائر، پلاسٹک کی اشیا، ترکیبی فلامنٹ اور دھاگے ان چند چیزوں

میں شامل ہیں جو افغان ٹرانزٹ ٹریڈ کے راستے، دبئی سے سمندری راستے سے پاکستان میں داخل ہوتے ہیں اور ری ایکھپے (پیشہ ور مسافر) لے کر آتے ہیں جو یہ اشیا ذاتی سامان کے طور پر لاتے ہیں۔ اسمگلنگ کے علاوہ درآمدات کی انڈر انوائسنگ بھی بہت عام ہے۔ درآمد کنندگان ٹیرف اور ڈیوٹی کی پوری ادائیگی سے بچنے کے لیے کسٹم حکام پر اصل سے کم مقدار اور قیمت ظاہر کرتے ہیں۔

باضابطہ تجارت سے تطابق کیا جائے تو ہم سمجھتے ہیں کہ پاکستانی معیشت میں درآمدی نفوذ بڑھا ہے (منقولی شواہد بھی اس نقطہ نظر کی تائید کرتے ہیں)۔ جیسا کہ اسٹیٹ بینک کی پچھلی سالانہ رپورٹوں میں کہا جا چکا ہے، ایسی متعدد مصنوعات کی زبردست طلب موجود ہے جو مقامی طور پر تیار نہیں کی جاتیں۔ سیل فون اور اس کے لوازمات، توانائی بچانے والے بلب، ری چارج ہونے والے پنکھے، گاڑیوں کے پرزوں کے سانچے وغیرہ، تیار کردہ دودھ، پست میکانا لوجی والے آلات اور ری موٹ کنٹرول چند مثالیں ہیں۔ مزید یہ کہ مضبوط زرعی بنیاد رکھنے کے باوجود پاکستان زرمبادلہ کی بڑی مقدار جو، اناج اور مسالے وغیرہ درآمد کرنے میں خرچ کرتا ہے۔ ہمارے خیال میں مقامی تیار کنندگان کے پاس موقع ہے کہ اپنے کام کو توسیع دیں اور اپنے نیٹوں کو بہتر بنا کر اور اپنی مصنوعات کی بازار کاری کر کے اس ملکی طلب کو پورا کریں۔ درآمدی تبدل کے راستے کو بین الاقوامی تجارتی معاہدوں کی پامالی کے استعمال نہیں ہونا چاہیے کیونکہ جن درآمدات کو ہدف بنایا جا رہا ہے وہ اسمگل ہو جاتی ہیں۔ زرمبادلہ کی بچت، نقد درآمدات کو کم کر کے کرب ریٹ پر دباؤ گھٹا دے گی اور مٹی چوہنرز کو مجبور کرے گی کہ بین الینک منڈی میں اضافی ڈالر بیچیں۔

